بنت الوقت

تصنیف

مصورِ غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

یادگارِ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد مرحوم

جسے

محمد الواحدی دہلوی

نے

ماہ شعبان معظم ۱۳۳۶ ہجری النبوی مطابق جون ۱۹۱۸ عیسوی

پہلی مرتبہ

نیو درویش پریس دہلی میں چھاپ کر شائع کیا

قیمت علاوہ محصول آٹھ آنے

صبح زندگی

یہ شام زندگی کا پہلا حصہ ہے۔ شام زندگی میں نسیمہ بیگم کی شادی سے موت تک کے حالات پڑہنے سے پہلے ذرا ان کا گوارتیہ بھی دیکھ لو۔ اس سے تمہیں پتہ چلے گا کہ ایک لڑکی کی پیدائش سے شادی تک کیونکر تعلیم و تربیت کرنی چاہئیے۔ علامہ راشد الخیری اس قسم کے مضامین کو دلچسپ اور مؤثر بنا دینے میں جو ملکہ رکھتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ تمہاری بیٹیوں کی اتالیق ہے۔ تمہاری بیویوں کی مشیر ہے اور خود تمہاری ذات کے لیے لٹریچر کا بیش بہا خزانہ ہے انمول قصہ ہے اس سے کام لو نصیحت پکڑو اور لطف اُٹھاؤ۔ صبح زندگی میں دردبیان۔ کیف زبان اور زندگی کا سامان سب کچھہ موجود ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

منیجر رسالہ نظام المشائخ و اخبار خطیب دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(١)

بنت الوقت جس کا اصلی نام فرخندہ بانو اور شادی کے بعد مسز نصیر یا فرخندہ
نصیر الحق ہوا کہنے کو تو اس مغل خاندان کی بچی تھی جس کا کلمہ محسن پور والوں نے سو سوا سو برس تک
پڑھا اور جس کے اقبال و جلال کے آگے اچھے اچھے سرکشوں کی گردنیں جھک گئیں، مگر فرخندہ
گنوں کے لحاظ کیسی بدنصیب نکلی کہ کنبہ بھر نے لعنت اور شہر بھر نے ملامت کی عزیزوں نے اسکے کام
پر سر پیٹے غیروں نے اُسکے نام سے کان پکڑے دشمن خوش ہوئے اور دوست رنجیدہ اپنے روئے اور پرائے
ہنسے مگر صد آفریں اس نیکبخت کو عورت ذات اور مغلوں کا خون ہوکر وہ ناک کٹوائی کہ
دنیا دنگ رہ گئی جس خاندان کی بچیوں کو کوارپنے میں میکے کی دہلیز تک لانگھنی حرام تھی اسکا
انجام یوں ہو کہ بنت الوقت دن دہاڑے جلسوں میں گائے اور کھلے خزانے گاڑیوں میں
پھرے۔ مرزا وحید ساری دنیا کی نگاہ میں سچا سہی بیگناہ سہی بے قصور سہی مگر دل ہے
اور خیال و دماغ ہے اور رائے غلط ہی تو ہوا کرے، ہماری رائے میں وحید کا دامن فرخندہ
کے خون سے لتھڑا ہوا اور اس کی گردن خاندان مغلیہ کی آن بان سے جھکی ہوئی ہے اس کا
منہ نہیں کہ وہ منہ دکھائے اور حق نہیں کہ بات کرے ہمارا ایمان ہے اور ہم علی الاعلان
کہتے ہیں کہ ہماری عزت صرف عورت کی عصمت اس کی حرمت اور اس کی غیرت

میں ہو وحید باپ تھا گلا گھونٹ دیتا زہر دیدیتا پھانسی پاتا قتیل ہوتا آنکھوں سکھہ کلیجے ٹھنڈک یہ موت اس زندگی سے ہزار درجہ بہتر تھی جس میں ایک بیٹی نے کورے استرے سے باپ دادا ہی کا نہیں کنبہ بھر کا سر مونڈ ڈالا۔ کہاں کی مغربی وا اور کدھر کی تعلیم جدید آج بھی اگر وحید تلاش کی آنکھوں سے دیکھے تو کیسی سیکڑوں اور کدھر کی ہزاروں اسی ہندوستان اور ان ہی مسلمانوں میں لاکھوں اللہ کی بندیاں ایسی ملیں گی جن کے دامن پر فرشتے نماز پڑہیں۔ محسن پور والے اگر اسدن کو زندہ رہے تھے تو اس دن نہیں تو آج اور جب نہیں تو اب خدا ان سب کا پردہ ڈہانک لے۔ ان کی خودکشی بنت الوقت کی لغزشوں کا کفارہ اور ان کی موت اُس کی زندگی کی تلافی ہو جائے گی۔ ہم وحید سے زیادہ اور بہت زیادہ جانتے ہیں ہزار پانسو نہیں مسلمانوں کا جم غفیر اس کی بیحیائی کا مداح اور بے حمیتی پر نازاں ہے بے غیرتی جوہر اور بے باکی ہنر ہمکو یہ بھی معلوم ہے کہ ان جلسے مانسوں کا شکار اسلام کی آڑ میں ہے مگر قرآن کے عاشق اور حدیث کے حافظ گریبان میں منہ ڈالکر بتائیں کہ بیوی عقلمند ہیں تو اماں کیا تھیں۔ صاحبزادی کی شرافت سر آنکھوں پر مگر دادی نانی کی بابت کیا ارشاد ہے۔

(۲)

طوفان بہت سے سنے اور دو چار دیکھے بھی مگر یہ طوفان طوفان کیا قہر الہی کا نشان تھا کہ بچے اور بچے کڑیل اور جوان سب اس کی بھینٹ چڑھ رہے تھے محسن پور بے دریا کی بستی تھی جہاں ندی تو ندی کوئیں بھی علاقے بھر میں گنتی کے دو چار ہی تھے جو کہیں آبادی میں دریا کا گزر یا ندی کا پر چھانواں پڑ جاتا تو خدا معلوم کیا حشر ہوتا پانی کی اس قلت پر پانی کی یہ آفت تھی کہ گھروں میں اور سڑکوں پر ٹخنوں ٹخنوں اور کمر کمر پانی ہی پانی تھا۔ ہماری آنکھیں وہ جھڑیاں جنکو اب آنکھیں ترستی ہیں پندرہ روز ہوئے پانی کو جنگل منگل دیکھہ چکی ہیں مگر یہ دھوتال پانی ایسا پڑا کہ خلقت چیخ اٹھی عصر کے

وقت خاصا اچھا صاف آسمان تھا ابر کا ٹکڑا نہ بادل کا پتہ کہ قبلہ کی طرف سے گھٹا اٹھی
دن بیشک برسات کے تھے آدھا اساڑھ اور آدھے سے زیادہ ساون اسطرح نکل گیا کہ
پانی کی بوند تک نہ پڑی قحط کی مصیبت تین سال سے برابر پڑ رہی تھی اس سال امید
تھی کہ کھیتیاں مالامال ہو جائیں گی لیکن ساون سے مایوس ہو کر زمیندار کیا اور کاشتکار
کیا بستی بھر کے جی چھوٹ چکے تھے قحط اب تک تو مصیبت تھا اب پیغام موت ہو گیا
اور پیغام بھی ایسا یقینی اور صادق کہ گھٹا کی صورت عید کا چاند ہو گئی مسجدوں میں نمازی
دکانوں پر کاروباری سڑک پر راستہ چلتے دفتروں میں مرد گھروں میں عورتیں اور انگنائیوں
میں بچے ابر کو دیکھتے ہی اچھل پڑے مغرب کے وقت بارش شروع ہوئی رات بھر مینہ پڑتا
رہا دوسرا دن تیسرا دن چوتھا دن پانچواں دن دس روز وہ لگاتار مینہ پڑا ہے کہ خدا کی پناہ محسن پور
جیسا اوسط درجہ کا شہر تھا ویسی ہی عمارتیں کچی بھی پکی بھی مٹی کی بھی چونے کی بھی کاغذی
محل تھے نہ سنگین قلعے مینہ کا یہ حال کہ دو گھنٹے جم کر پڑا اور ذرا ہلکا ہوا ابھی تھما نہ
تھا کہ پھر اندھیری دیکر آیا اور دہائیں دہائیں پڑنے لگا مینہ سے زیادہ ہوا تھی کہ کسی
طرح کم ہی نہ ہوتی تھی وہ جھکڑ تھے کہ الامان الحفیظ ساتویں روز آدھی رات کے وقت
اس زور کا پانی پڑا ہے کہ دیکھا نہ سنا مکان بول اٹھے اور خلقت چیخ اٹھی ہر طرف سے دھواں
دھوں کی آواز آ رہی تھی مکانوں کا ستھراؤ ہو گیا کچے اور پکے محلسرا اور حویلی سب کا اللہ
بیلی تھا ٹپکا تو کبھی کا لگ چکا تھا مگر اس سے صرف بے آرامی تھی اب جان کے لالے
پڑ گئے تو جس کے جہاں سینگ سمائے گھس گیا کہ کسی طرح جان تو بچے تین دن اور تین
رات یہی حالت رہی اِس حساب سے چوتھے اور اُس حساب سے کہیں گیارہویں دن
جا کر مطلع صاف ہوا تو لوگوں کی جان میں جان آئی مگر کوئی گلی کوئی جگہ کوئی کوچہ اور
کوئی بازار ایسا نہ تھا جہاں اینٹوں کے انبار اور مٹیوں کے پہاڑ نہ چنے ہوئے ہوں
قحط نے پہلے ہی مصیبت ڈھا رکھی تھی طوفان نے اور بھی رہا سہا خاتمہ کر دیا مرتا ازسر تو

تیسرے تو درکنار تنہا تاک پاس نہ تھا کہ ملبہ اُٹھوا کر رستے صاف کر دیں مشنری دوست ہمیشہ
ایسے موقعوں کی تاک میں رہتے ہیں انسانی ہمدردی کا لباس پہن نکل پڑے جہاں جیسا
موقعہ پایا اور رنگ دیکھا سلوک کر دیا رانڈیں، یتیم، غریب، فقیر سب ہی قسم کے لوگ
تھے۔ غرض بری بلا ہی یا تو فاقوں پر فاقے اور جمعدار کی گھرکیاں جھڑکیاں، یا ان تقاضوں
سے رہائی پا کر مہینہ بھر کا اناج بھی گھر میں پڑ گیا۔ بہت سے تھے جو اغیار کا کلمہ پڑھنے
لگے ہم اُن کو بے قصور اور معذور سمجھتے ہیں افسوس اُن مسلمانوں پر ہے جنہوں نے چوبچوں
میں روپے دبائے صندوقچوں میں زیور سینتے کولکیوں میں اشرفیاں گاڑیں اور
دیوار بیچ کلمہ گو رانڈوں اور یتیموں کے فاقوں پر دل نہ پسیجا ایسی حالت اور اس صورت
میں اگر حاجتمند بے قصور ہیں تو مشنری اگر قابل شکریہ نہیں تو لائق الزام بھی نہیں
اُنہوں نے اپنے کام پورے اپنے فرض ادا اور اپنی محنت ٹھکانے لگائی مسلمان اگر اس
قابل ہوتے اور ہوتے کیا تھے دو چار نہیں پانچ سات نہیں دس نہیں بلکہ سو پچاس
کہ قرض نہیں مفت نہیں صدقہ نہیں خیرات نہیں صرف ایک سال کی زکوٰۃ ان مصیبت
ماروں کو دیدیتے اور یہ سمجھتے کہ جس سے لیا اسی کو دیا خدا نے ہمیں سرخرو کیا تو لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کہنے والیاں غیروں کے آگے برقعے اوڑھ کر للکتی ہوئی اور بلکتی ہوئی
ہاتھ نہ پسارتیں مخنپور کے رئیس جبدن کی میں مال تو ضرور رکھتے تھے کاش اس میں درد
ہوتا دیکھتے اور سمجھتے کہ یہ پھٹی ہوئی چادروں سے سردی میں سڑک کے کنارے منہ
چھپانے والیاں مسلمان رانڈیں ہیں سنتے اور جانتے کہ یہ آدھی رات کو مکان کے
پیچھے بھوک پیاس سے بیتاب ہو کر واویلا کرنے والے معصوم مسلمانوں کے یتیم بچے ہیں تو خود
اُن کا ایمان انکو بتاتا کہ وہ طاقتور ہستی وہ غریب اور امیر کا آقا وہ عزت اور ذلت
کا دینے والا جس نے ہمیں سب کچھ دے رکھا ہے آج یتیم کی صورت رانڈ کے بھیس حاجتمند
کی ہیئت اور اپاہج کی آڑ میں ہم سے مدد کا طالب ہے۔ آدھی رات کے سنسان وقت

میں جب ہوا قادر ذوالجلال کی طاقت کا راگ گاتی۔ انگنائی کے درختوں کے پتے
اس کی قدرت کا نشان ظاہر کرتے اور رونے کی آوازیں کانوں میں آئیں تو اسلام
جس کے وہ مدعی تھے انکو بتا دیتا کہ یورانڈ کی فریاد یتیم کا نالہ مظلوم کی آواز اس رب الموجودات
کی صدا ہو جو اپنی خدائی چھوڑ کر ہمارے در پر بھیک مانگنے آیا ہو۔

(۳)

ویل فرخندہ بیگم آپ اتنی عنایت اور کیجئے کہ کل مجھکو ایک طویل فہرست اُن عورتوں
کی دیدیجئے، جو آپ کی رائے میں ابھی حاجتمند ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو
بیویاں اس تکلیف سے رہا ہو جائیں میں آپ کی بہت ممنون ہوں کہ آپنے اس موقعہ پر خود
تکلیف اُٹھا کر ہم لوگوں کو اسقدر مدد دی۔

فرخندہ مس صاحب میں انشاءاللہ صبح ہی فہرست تیار کردوں گی بلکہ رات ہی کو
لکھنے بیٹھ جاؤں گی ابھی بہت سے گھر ایسے موجود ہیں جن کی حالت دیکھی نہیں جاتی اور
جو آپ تک نہیں آسکتے۔

مس واکر بے شک بہت بڑا احسان ہوگا آپ کا۔ یاد رکھیے زندگی کا کوئی کام
عمر کا کوئی لمحہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ دوسرے انسانوں کے کام آئے۔ انسان
ہی کا نام ہو آپ بہت خوب انسان ہیں۔

فرخندہ یہ تو مس صاحب میرا اپنا ہی کام ہو کسی غیر کا نہیں سب مصیبت مارے
میرے ہی بہن بھائی ہیں میں اُنکی خدمت اپنا فرض سمجھتی ہوں۔

مس واکر آپ کسوقت چاے پی لیتی ہیں

فرخندہ چاے تو ہمارے ہاں صرف میرے والد پیتے ہیں یا والدہ میں تو روزمرہ نہیں
پیتی۔

مس واکر میرا مطلب یہ ہو کہ آپ صبح کو کس وقت تک کام کرنے کے واسطے تیار ہو جاتی

ہیں مگر ہاں آپ تو نماز کے واسطے اُٹھتی ہوں گی۔

فرخندہ. جی نہیں نماز تو میں نہیں پڑہتی مگر صبح نماز کے وقت اُٹھ بیٹھتی ہوں اور اسی وقت سے کام کرنے کے لیے موجود ہوں۔

مس واکر میں چاہتی ہوں کہ صبح چھہ بجے روانہ ہوجاؤں مگر اس برابر والے محلہ سے تقسیم شروع ہو تو اچھا ہی آپ کے محلے میں پہنچتے پہنچتے مجکو دس بج جائیں گے اور ان محلوں میں مجکو آپ جیسے ایک مددگار کی ضرورت ہی۔

فرخندہ اگر آپ فرمائیں تو میں صبح ہی آپ کے پاس آجاؤں۔

مس واکر ہاں اگر ایسا ہو سکے تو بہت خوب ہوگا۔

فرخندہ آپ خاطر جمع رکھئے میں صبح ہی آجاؤں گی۔

مس واکر میں نے آپ کے متعلق کلکٹر صاحب کی میم صاحب سے بھی ذکر کیا تھا وہ بھی آپسے ملنے کی بہت مشتاق ہیں اور ٹھیک گیارہ بجے ہم آپکے گھر پر پہنچ جائیں گے۔

فرخندہ تو آپ مجکو تہوڑا وقت فرصت کا دیجئے تاکہ میں میم صاحب کے واسطے چاء وغیرہ کا انتظام کرلوں میں صبح ہی آجاؤں گی ۹ بجے تک ساتھ رہوں گی اس کے بعد چلی جاؤنگی پھر آپ سے محلہ میں ملوں گی۔

مس واکر اچھا اگر آپ کو اس میں سہولت ہو تو ایسا کیجئے۔

(۴)

تم دیکھتے ہو میری عمر پوری ہوئی تم تو تم تمہارے باپ اور دادا دونوں کے دونو میرے سامنے بچہ تھے میں تمپر اعتراض نہیں کرتا مگر تم کو سمجھاتا ہوں میرا تجربہ تم سے وسیع میری عمر تم سے بڑی میری معلومات تم سے زیادہ میں نے مرزا وحید تم سے دو کپڑے زیادہ ہی پہاڑے ہونگے یہ کرتوت اچھے نہیں ہیں خدا کے واسطے لڑکی کو روکو اور اس آزادی کو موقوف کرو۔

وحید جس بات کو آپ فتنہ بنا رہے ہیں اس سے سینکڑوں غریبوں اور مصیبت زدوں کو امید ہو گئی آپ اس پر اعتراض کرتے ہیں آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ان دنوں میں فرخندہ نے وہ کام کیے ہیں کہ جدھر وہ نکل جاتی ہے اُدھر ہی ہزاروں دعائیں اس کو ملتی ہیں اس نے خود تکلیف اُٹھائی اور محلہ کو آرام پہنچایا اس کی عمر بھلا اس قابل ہے تیرہویں سال میں یہ ہمدردی اور قومی جوش میرے تو فرشتوں نے بھی نہ سنا تھا مگر واہ ری دنیا کسی طرح چین نہیں خدا اور اس کا رسول تو یہ کہے کہ رانڈوں یتیموں کا دل ہاتھ میں لو اور آپ لوگ ناک بھوں چڑھائیں۔

بزرگ اتنا تو میں بھی جانتا ہوں اور میرے کان میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں من اعان مظلوماً اعان اللہ یوم القیامۃ۔ لیکن اعانت مظلوم تو الگ ہی تعمیل احکام کے واسطے بھی یہ ضروری نہیں کہ مسلمان خاندانی شرافت اور آبائی جوہر کو ہاتھ سے کھو دے اسلام کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے جو ایک طرف مفید اور دوسری طرف مضر ہو لیکن فرخندہ کے گن تو بربادی کے لچھن ہیں کواری بیٹیوں کا موں سے یہ خلا ملا تن تنہا کوٹھیوں کی آمد و رفت کس خدا نے بتلائی ہے پہلے کے پاس بیٹھے چبائے ناگر پان بُرے کے پاس بیٹھے کٹائے ناک اور کان۔ بیٹا تخم تاثیر صحبت کا اثر پرانی مثل ہے میں تو یہ ہی سُن رہا ہوں کہ لڑکی ہر وقت ان ہی مسوں میں ڈوبی ہوئی ہے اور وہی رنگ ڈھنگ سیکھتی جاتی ہے

وحید آپ بہتر کو بدتر سفید کو سیاہ ہنر کو عیب اور خوبصورتی کو بدصورتی سمجھے ہوئے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ دوسرے بھی آپ کی ہاں میں ہاں ملائیں میں تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھکو ایسی لڑکی دی دنیا اس کی تعریف کر رہی ہے اور آپ ۔۔۔۔۔۔

بزرگ تمہاری رائے میں دنیا تعریف کر رہی ہوگی مگر میں نے تو جس سے سُنا بیزار اور جس کو دیکھا ہنستے ہوئے ابھی ابتدا ہی سمجھو اور سوچو کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

(۵)

فرخندہ کی یہ زندگی جس پر باپ بہت کچھ نازاں اور اس قدر شاداں تھا کہ دوستوں میں اور عزیزوں میں دل سے اور زبان سے جہاں بیٹھتا اسی کا ذکر اور اُسی کی تعریفیں یوں تو اور نگاہوں میں بھی قابل داد اور لائق ثنا تھی لیکن باوجود اس خدمت اور ریاضت کے خاندان کا بڑا حصہ کنبہ کے اکثر لوگ عزیزوں کی بڑی تعداد اور قوم کے متعدد افراد اُسکی اس عنایت کو نفرت اور محبت کو حقارت سے دیکھ رہے تھے۔ فرخندہ کی یہ محنت کہ وہ صبح چھ بجے کی اُٹھی رات کے دس دس اور گیارہ گیارہ بجے تک خلق اللہ کی خدمت میں مصروف رہتی اپاہجوں کے بدن اور فقیروں کے پیٹ اس کے دم سے ڈھکتے اور بھرتے اس عمر میں کہ ابھی پوری طرح جوان بھی نہ ہوئی تھی سر آنکھوں پر رکھنے کے قابل تھی لاریب اسلام فرخندہ کی ہستی کو ان مسلمانوں میں جگہ دیتا جن کے سینے زندگی تک نور اسلام سے جگمگاتے رہے اور موت کے بعد صف اولین میں جگہ ملی مگر افسوس خلوص کی کسوٹی پر جس پر اسلام کا دار و مدار ہے فرخندہ کا پورا اُترنا تو در کنار کسنے کے قابل بھی نہ نکلی اس کی رسائی بیشک بڑے بڑے حکام کی بیبیوں تک اس کا اثر یقیناً با اختیار لوگوں کی بیٹیوں اور بیویوں پر شبہ کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ کچھ شک نہیں اس کے ہاتھوں شہر میں تقسیم ہوا۔ کلکٹر کی رپورٹ میں اُس کی خدمات آئینہ کی طرح صاف اور چاند کی طرح روشن ہیں مگر افسوس اسلام جس خلوص کا مسلمانوں سے متوقع ہے اس کی چھینٹ بھی فرخندہ کے اعمالنامے میں نہ تھی اور مذہب جو مسلمانوں کی زندگی کا روح رواں ہے اُس سے بہت دور تھا۔ ۱۸۵۷ء کی شریف گردی سے جس نے بڑے بڑے رئیسوں اور نوابوں کو بھیک منگوائی حکومت اور راج کرنے والوں کو دوسروں کے رحم کا محتاج بنا دیا مرزا وحید کا خاندان بھی محفوظ نہ رہا۔ چار سالم گاؤں دو باغ ایک محلسرا ضبط ہوئی اور وحید کے باپ مرزا رشید کا آخری وقت ایسا گذرا کہ خدا دشمن کا بھی نہ گذارے پردیس میں موت آئی آپ نہیں

نیچے کہیں افراتفری کا زمانہ ہستی ستی کے دن غریب کو فاتحہ تو درکنار گور گڑھا بھی مشکل ہی سے
نصیب ہوا۔ جب وہ بلا ٹل چکی وقت گزر گیا اور راہ بھی ہوئی ہر تو مفرورین محسنو پور گھر لوٹے وحید
کہنے کو تو رشید کا بچہ تھا مگر درحقیقت بچوں والا تھا او پر تلے کے دو لڑکے مر چکے تھے وقت کو
پہچانتا اور بات کو سمجھتا تھا تعلقات بڑھائے میل جول شروع کیا یگانگی کا یقین
دلایا وفاداری کے حلف اٹھانے کوشش پوری اور سعی کامیاب ہوئی علاقہ واگذاشت
اور الزام بغاوت دور۔ بظاہر یہ وہ مسرت تھی جس نے کلفت کو راحت سے افلاس کو
تمول سے ذلت کو عزت سے اور حقارت کو وجاہت سے بدل دیا۔ مگر افسوس اس تغیر
کے ساتھ اس انقلاب سے منسلک اور اس ترقی کے سلسلہ میں جو نئی مصیبت پیدا ہوئی وہ
تکبر خودغرضی اور لامذہبی کا وہ آغاز تھا جو باپ سے چلا اور بیٹی پر ٹھہرا۔ وحید سے شروع اور
فرخندہ پر ختم ہوا۔ اسلئے فرخندہ کے افعال جوہر ذاتی کے علاوہ ترکہ پدری تھا اور اگر اس کا اثر بالواسطہ
یا بلاواسطہ صرف دونوں باپ بیٹیوں کی ذات تک محدود رہتا تو حاشا وکلا ہمکو شکایت
نہ تھی۔ وحید نے الزام بغاوت دور کیا خوب کیا درست کیا جائز کیا کیا اور کرنا چاہیے
تھا اعزاز دنیوی اگر وہ نتیجہ راز نہ ہو اسلام کا عین منشا وجاہت زندگی اگر وہ معجزہ
اور کرامت ہو تلقین اسلام کا مقصد اصلی لیڈری و ریفارمری کثرت زر و تمول کی افراط
اگر جذبات قوم کا خون گردن پر نہو تو زہے نصیب لیکن مرزا وحید کا غضب تھا کہ دنیا کو دین
پر قربان کیا اور زندگی کے سامنے موت کو فراموش کر ثمرہ اعمال و افعال دل سے قطعی
بھلا دیا وحید کی عمر کا بڑا حصہ تو نہیں مگر اکثر وقت حکام کی چاپلوسی یا سلسلۂ ملاقات
ہی میں گزرتا بڑے دن کی ڈالیاں ایسٹر کے تحفے آئے دن کی دعوتیں تو متفرقہ بات
تہیں اگر یہ ملاقات توسیع تعلقات کا ذریعہ اور یہ کارگزاری مطلب براری کا سبب
ضروری تھی تو قابل اعتراض نہیں لیکن کچھ اور باتیں تھیں کچھ اور سبب تھے کچھ اور ہی
باعث تھے جو مسلمانوں کے دلوں میں پھانس بنکر چبھے ہیں اور زبان سے شکایت بنکر

نکلے ہمکو وحید سے زیادہ بحث نہیں ہم سے اس کی ذات صرف اتنی متعلق ہی جس کا اثر فرخندہ کی حالات پر ہی اور اس لیے ہمارا یہ کہنا بیجا نہو گا کہ فرخندہ کی حالت میں اگر معاملات اور حالات کا دخل ضرور تھا تو تربیت اور صحبت کا اثر بھی کچھ کم نہ تھا۔ رہی ان ہاتوں میں پلی اُن گودوں میں اور آنکھہ کھولی اُن لوگوں میں، لوگوں میں نہیں اس باپ کی آغوش شفقت اور سایہ محبت میں جس کا مذہب خوشامد جس کا مقصد ترقی جس کی غرض خود غرضی۔ یہ خیال کہ مغربی طوفان اٹل اور زمانہ کی رفتار کوہ گراں تھی۔..... ایک خاص حد تک درست سہی مگر تربیت سونے پر سہاگہ اور صحبت مرے پر سو دُرّے ہوئی فرخندہ کی جوانی کا آغاز وحید کی ضعیفی کی تمہید بھی نہیں دور وسطی تھا اور یہ وہ وقت تھا کہ انسان بشرطیکہ مسلمان ہو خود بخود ایمان کا مطیع ہو کر خدا کو پہچان لیتا ہی مگر اعزاز کے پردے وجاہت کی چلمنیں اس بری طرح وحید کی آنکھوں پر پڑی تھیں کہ اس کو خواب میں بھی صرف یہ ہی صورتیں نظر آتی تھیں ایسے باپ کی بیٹی ایسی تربیت کی پچی جس حد تک بھی رفتار زمانہ کا ساتھ دیتی بجا تھی۔

(۲)

فرخندہ بیگم میں تم کو مبارکباد دیتی ہوں کہ تمہاری خدمات پر گورنمنٹ نے اظہار رضامندی فرمایا اور ایک سونے کی گھڑی عطا کی جو کلکٹر صاحب کی میم اپنے ہاتھ سے جلسہ سنگ بنیاد میں تم کو دیں گی افسوس یہ ہی کہ باوجود ہماری اسقدر سخت کوششوں کے مسلمان تعلیم نسواں کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے اور اُن کا شمار اس رفتار میں ہر قوم سے کم ہی۔ گورنمنٹ اپنا فرض ادا کر رہی ہی ہم لوگ دن رات منتیں اور خوشامدیں کر رہی ہیں مگر تعلیم کی خوبی ابھی تک مسلمانوں کے ذہن نشین نہیں ہوئی۔ پچھلا رسالہ جس کا نام تعلیم نسواں کی خوبیاں تھا دس ہزار تقسیم کیا گیا لیکن جس کامیابی کی توقع تھی وہ پوری نہوئی اب ہمارا خیال ہی کہ ہر محلہ میں ایک ریڈنگ روم مسلمان خواتین کے

واسطے مشن کی طرف سے بنا دیا جائے جہاں ہر قسم کی کتابیں اخبار اور رسالے ہر وقت موجود رہیں چار محلوں میں زمین کا انتظام ہو گیا ہے آپ اپنے محلہ میں کوئی جگہ تجویز کیجیے۔ اس کا روپیہ آپ کو مشن سے ملیگا آپ کے خیال میں کون سی جگہ مناسب ہوگی

فرخندہ سموسے کے پاس جو آپ نے دونوں مکان دیکھے ہیں ایک میں تو بڑ ہئی اور دوسرے میں تیل والی رہتی ہے وہ دونو ہمارے ہی ہیں اور حاضر ہیں۔

مس واکر وہ مقام تو موزوں ہے مگر وہاں ایک چھوٹا مکان اور ہے۔

فرخندہ جی ہاں وہ کوٹھی چھوٹی سی ہے وہ بھی آسکتی ہے۔ ہماری ہی ایک غریب عورت اس میں رہتی ہے۔

مس واکر وہ خوشی سے دیدے گی؟

فرخندہ بیشک نہ کیوں دے گی ہم اس کو قیمت دیں گے۔

مس واکر وہ کون عورت ہے۔

فرخندہ۔ ایک رانڈ ہے جس کو ہر وقت روپیہ کی ضرورت رہتی ہے اور اس طرح ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کر دیں گے۔

مس واکر آپ آج اُس سے طے کر لیجیے، ہم مستری کو بھیجدیں؟

فرخندہ اسے طے ہوا سمجھیے آپ نقشہ بنوانا شروع کیجیے۔

(۷)

مرزا رشید اگلے زمانہ کا سیدھا سادھا آدمی جب تک زندہ رہا مجید اور وحید دونوں لڑکوں کو کلیجے سے لگائے رہا۔ جب املاک خاک میں مل گئی اور جان کے لالے پڑے تو گھر چھوڑ باہر نکلا ارادے وسیع اور ہمت بڑی تھی مگر موت کے آگے سب پست ہوئے باپ کے بعد اب اس مغلیہ خاندان کی باگ ان دو بچوں وحید اور مجید کے ہاتھ میں تھی مجید پانچوں وقت کا نمازی خلیق و منکسر سچا انسان اور پکا مسلمان تھا غریبوں سے

رغبت امیروں سے نفرت خوشامد سے دور تصنع سے بیزار جب تک جیا ایسا جیا کہ جس رستے نکل جاتا لوگوں کی نگاہیں اُٹھ جائیں صبح کی نماز سے فرصت پاکر نکل کھڑا ہوتا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اور چھانٹ چھانٹ کر غریبوں سے ملتا اور فقیروں کے ہاں جاتا برائے نام کے جان پہچان اور دور دور کے رشتہ دار کوئی ایسا نہ تھا جو اس کا ممنون احسان نہو اسی کا بھائی وحید تھا جو امیروں پر شہد سمجھکر مکھی کی طرح گرتا اور غریبوں سے لاحول سمجھکر شیطان کی مانند بھاگتا۔ نفس کا غلام مطلب کا بندہ خوشامد کا عاشق اعزاز کا شیدا دنیا کا دوست دین کا دشمن آدمی کی اوٹ میں جانور اور مسلمان کے بھیس میں کافر۔ علاقہ واگذاشت ہوا تو ہوا تو بیشک وحید کی کوشش اور وحید کی پاؤں دوڑی سے مگر دونو ایک باپ کی اولاد ایک ماں کے بچے وارث شرعی دونو ہی تھے۔ وحید نے چپہ چپہ اور تل تل قبضہ میں کر دودھ کی مکھی کی طرح بھائی کو نکال باہر کیا مجید ان جھگڑوں سے الگ تھلگ اور ان معاملوں سے دور رہنے والا آدمی ان چالاکیوں کو کیا سمجھتا تھا ایک آپ اور ایک بیوی کل دو دم تھے مطلق پرواہ نہ کی یہ وحید کی علانیہ غلطی اور صریح بیوقوفی تھی اگر بھائی کی زندگی تک صرف اسکا دل خوش کرنے کو آدھی کیا ساری جائداد اس کو دیدیتا تو مجید اس قماش کا آدمی تھا کہ غلاموں کی طرح بھائی کا فرمانبردار اور نوکروں کی مانند ہوں پر تیار رہتا۔ مجید کے بعد اور وارث ہی کون بیٹھا تھا یوں بھی سعید اور یوں بھی دنیا اور دین دو تو کما لیتا مگر دل میں کھوٹ ایمان میں نقص طبیعت میں خرابی ترکہ کس کا اور ورثہ کیسا اس کا رہنا بھی گوارا نہوا۔ محلسرا کے ایک کونہ میں دونو میاں بیوی رہتے تھے کھانے سے غرض نہ پینے سے واسطہ بھائی بھاوج نے جو بھیجدیا وہ کھالیا جو بنا دیا وہ پہن لیا۔ چار پانچہزار کا زیور بیوی کے پاس تھا وہ راہ خدا میں لٹایا اور اب کہ کوئی سہارا تک نہ تھا وحید نے یہ سمجھکر کہ کہیں مجید رنگ نہ لائے اس کا یہاں پڑا رہنا بھی قبضہ

کی ذلیل ہو گی اتنا ذلیل کیا کہ سب کے سامنے منہ در منہ کہدیا کہ میرے ہاں جگہ نہیں
تم کچھ اور فکر کرو مجید کو کیا عذر ہو سکتا تھا وہ اس دن کے واسطے پیدا ہی نہ ہوا تھا کہ
کسی کو رنجیدہ کرتا وحید کھڑا دیکھتا رہا اور مجید اپنا اسباب بغل میں مار بیوی کو چادر
اُڑھا ساتھ لے محلسرا سے چل دیا خلق کا حلق بند ہو دنیا کی زبان روکی نہیں جا سکتی،
مجید نے تو پروانہ کی اندر رہا تو خوش اور باہر رہا تو خوش مگر لوگوں نے وحید کو نکّو بنانے
میں کسر نہ کی۔ وحید کے ایک بزرگ حقیقی چچا تو نہ تھے مگر وہ چچا تھے جن کی عزت ہمیشہ
رشید نے اتنی کی کہ اُٹھکر لیا اور کھڑے ہو کر ملا یہ سنکر کہ وحید نے مجید کو محلسرا سے باہر نکالدیا
دنگ ہو گئے آؤ دیکھا نہ تاؤ بانڈی ہاتھ میں لے سر پر آ کھڑے ہوئے۔ تھے تو بڈھے اور
بڈھے بھی پھونس مگر مرزائی کس بل اب تک موجود تھا۔ ڈاڑھی چڑھی ہوئی موچھیں مُڑی
ہوئی خضاب لگا ہوا کمر پٹکا بندھا ہوا۔ وحید گاؤں کے کاغذات اور داخل خارج کے
مقدمات دیکھ رہا تھا۔ پشت پر ہوئی آہٹ پلٹ کر دیکھتا ہی تو مرزا کا خون ہی
تو خشک ہو گیا۔ چچا کی حیثیت سے الگ ہو کر بھی مرزا کا اس کینڈے کے انسان اور
بگڑے دل آدمی تھے کہ تقریر اور گفتگو کو چھوڑ کر باوجودیکہ بدن میں رعشہ اور کمر جھک گئی
تھی، ہاتھ پاؤں سے بھی وحید جیسے دو کو بہت تھے آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا وحید
تو صورت دیکھتے ہی سہم گیا کاغذ چھوڑ چھاڑ اور آدمیوں کو ہٹا ہٹو دست بستہ کھڑا ہو گیا
مرزا صاحب بیٹھ گئے تو گردن نیچے کر سامنے آ بیٹھا دونو خاموش تھے کچھ دیر اسی
طرح گزری اور پھر مرزا صاحب نے ایک جمائی لیکر فرمایا۔

کہو بھائی وحید سنا ہی میاں مجید چلے گئے یہ کیا معاملہ ہی

وحید جی ہاں چلے گئے

مرزا جی یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ چلے گئے مگر پوچھنا یہ ہی کہ کیوں چلے گئے

وحید وہ تو اپنی ذات سے بہت ہی میاں آدمی ہیں مگر آج کل کی عورتوں کا

حال آپ جانتے ہیں عورتیں کیا بس کی گانٹھ ہیں میں نے ہمیشہ اُن کی سہی اور اُف
نہ کی اسی لیے کہ گھر کی ہوا نہ بگڑے اب اس نیکبخت نے یہ فتنہ کھڑا کیا کہ بڑا کمرہ ہمکو
دو نہیں تو ہم جاتے ہیں مجھے تو اس میں بھی عذر نہ تھا مجید کیا غیر ہیں اول بھی اُنکا اور
آخر بھی اُنکا مگر وہ تو فقط جاتا تھا کمرے کا ہیچ پچ بہانہ تھا میاں کو ساتھ لے چلی گئیں
سو میں انشاء اللہ جاؤں گا منت کروں گا ہاتھ جوڑوں گا مگر لاؤں گا ضرور اب دنیا
کو کیا خبر کہ اصلیت کیا ہے آپ بزرگ تھے دریافت کرنے آ گئے اصلیت معلوم ہو گئی دوسرے
تو میرا ہی قصور سمجھیں گے۔ کیوں چچا جان وہ جو نرائن سے سیر کا جھگڑا چل رہا تھا اس کا کچھ فیصلہ
ہوا یا نہیں یہ اندھیر کہیں نہیں دیکھا کہ سیر کو خود کاشت بنائے دیتا ہے میں کیا عرض
کروں فرمائیے تو چار دن میں بدمعاش کو ٹھیک بنا دوں۔ ذرا کاغذات تو مجھے
بھیج دیجئے۔

مرزا اجی اس سیر اور خود کاشت کو تو معاف کیجئے مطلب کی بات کہئے جس کے
واسطے میں آیا اور جو تم سے طے کرنی ہے تم میری آنکھوں میں خاک جھونکتے ہو کل کے بچے
اصلی بات اُڑا کر سیر خود کاشت کا جھگڑا لے بیٹھے میں بڈھا ضرور ہوں مگر یہ نہ سمجھنا کہ سٹھیا
گیا تم جیسے چھوکرے تو میرے ناخنوں میں بھرے پڑے ہیں مجید اور اس کی بیوی دونو
میاں بیوی آدمی نہیں گائے ہیں بھلا وہ بدنصیب تم سے محلسرا کا کیا دعویٰ کرتا اور وہ
تقدیر بہو ٹی جو ہر حال میں راضی اور ہر رنگ میں خوش کیا فتنہ اُٹھاتی اس کے تو باپ نے
بھی کبھی فتنہ کا نام نہ سنا ہوگا میں پہلے وہیں گیا تھا اور وہیں سے آ رہا ہوں بہتیرا کہا ہر چند
سمجھایا لاکھ کوشش کی کہ مجید آج ہی تم پر تقسیم جائداد کا دعویٰ کر دے اور میں دیکھ لوں کہ تم
کس کے بچے ہو تم مرزا رشید کے مال میں سے مجید جیسے لال کو محروم کر دو مگر کٹ جائے اُنکی
زبان اور ٹوٹے اُن کا منہ جو ایک حرف شکایت کا لب پر آیا ہو دونو خوش ہیں اور جس طرح
پہلے تمہارے دعاگو تھے آج بھی ہیں گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو واقعات پر نظر ڈالو

اور غور کرو حقیقی بہائی برابر کا بازو اور سر بدلے کا سر باپ کی یادگار ماں کی نشانی مجید اور
اُس کی بیوی ڈیڑہ گز تہنگلی میں جہاں پوری چارپائی بہی نہ بچھہ سکے ٹوٹے ہوئے کہٹولے
پر پہٹے ہوئے کپڑے پہنے زندگی بسر کریں۔ تم اور تمہاری بیوی تمہاری بیوی اور بچے اس
عظیم الشان محلسرا اس جگادری حویلی اس قلعہ مکان میں میزیں کرسیاں لگائے دری
قالین بچہائے نواڑی پلنگوں پر چادروں اور توشکوں پر پڑے حکومت کرو تم انسان
نہیں پتہر اور مسلمان نہیں کافر ہو بہائی کی غربت اور بہاوج کی مصیبت پر تمہارا دل
نہ پسیجا وحید پہوٹ جائیں یہ آنکہیں جس وقت دیکہتیں کہ بہائی بیوی کا ہاتھ پکڑے باپ
کے مکان سے نکل رہا ہی اور غارت ہو جاتا یہ دل جب یہ گوارا کرتا کہ پردہ نشین بہاوج
جس کو تیرا باپ پالکی میں بٹھا کر اس در پر لایا تھا بغل میں بچہونا لیے محلسرا سے رخصت
ہو رہی ہی میں مولوی نہیں عالم نہیں عابد نہیں زاہد نہیں دنیا میں لتہڑا اور گناہوں میں
آلودہ مگر میری روح لرز گئی جب میں نے یہ واردات سُنی بتاؤ کس طرح تم کو اس محلسرا میں
اس پلنگ پر نیند آگئی کیونکر تمہارے حلق سے یہ تر نوالے یہ لذیذ کہانے اُتر گئے اس
حالت میں اور اس آفت میں کہ بہائی بہاوج کہری کہٹیا پر بہوکے پڑیں۔ مجید وہ بہولا
شخص اور اس کی بیوی وہ سیدہی عورت ہی جس کو دیکہکر کافر کا جی بہی ایک دفعہ مسلمان
ہونے کو چاہ جائے تو اتنا کچہہ کر رہا ہی اور اپنی دانست میں بہت کچہہ عزت بہت
بڑی صاحبی اور سب سے زیادہ نام پیدا کر لیا مگر ہماری نگاہ میں تیرا اعزاز تیری
وقعت تیرا نام تیری عزت خدا کی قسم دو کوڑی کی عزت مجید اور اس کی بیوی کی کہ
کہ اس مفلسی اور غربت میں سارا محسنپورا اُن کا کلمہ پڑہ رہا ہی آج شہر بہر میں ایک
متنفس ایسا نہیں جو اُن کے پسینہ پر خون بہانے کو تیار نہو جائے میں جانتا ہوں
کہ مجید کا خسر مر گیا مگر یاد رکہہ کہ اس کی بیوی بے وارثی نہیں ہی مغلواڑہ کے لوگ اگر
اُڑتی سی خبر سن پائیں گے تو لکہہ لے کہ مغل زادی کے قدموں پر خون کے پرنالے

بہہ جائیں گے۔ میں سچ کہتا ہوں مغل اگر بگڑ گئے تو تیری تکا بوٹی کر دیں گے میں خوب
سمجھتا ہوں کہ دنیا تیرے پیچھے پڑ گئی اور اب تجھکو سوا ترقی کے کچھہ نہیں دکھائی دیتا
مگر اچھی طرح سمجھہ لے کہ مغل سب کچھہ اُگل والیں گے وحید اب بھی سنبھل جا ہاتھ
جوڑ اس بھائی کے آگے جو تیرا باپ ہے اور پاؤں میں گر اس بہاوج کے جس کے ساتھ
تیرے باپ کی لاج اور جس کے ہاتھ تیرے دادا کی آبرو ہے۔

آکا مرزا کی تقریر ختم ہوتے ہی کس کا سوال اور کیسا جواب کہاں کا قیام اور
کدہر کا انتظار سید ہا اُٹھ کان دبا ٹوپی اوڑہ بھائی کے پاس دونوں میاں بیوی
بیٹھے روٹی کھا رہے تھے سعید کی صورت دیکھتے ہی بہاوج اُٹھ کہڑی ہوئی اور کہا
آؤ بھائی کہانا کہاؤ دیکھو کیسے مزے کی بیسنی روٹی ہے چٹنی بھی اس وقت بہار
دکہا رہی ہے۔

وحید میں تو کہا کر آیا ہوں بسم اللہ کرو۔

بہاوج ایک آدہ نوالہ تو کہاؤ دیکھو تو سہی کیسے مزے کی پکی ہے

وحید واقعی میں کہا کر آیا ہوں نہیں تو ضرور کہا لیتا۔

بہاوج میرے کہنے سے ایک ٹکڑا توڑو تو سہی گرما گرم ہے۔

وحید نہیں اس وقت تو معاف کرو۔

بہاوج اچھا نہیں سہی جانے دو۔

مجید۔ یہ میری اچکن ادہر کہا دو اس پر بیٹھ جائیں گے لو بھائی بیٹھو۔

وحید میں تو اس لیے آیا تھا کہ میں نے کچھہ کہا اور تم کچھہ سمجھے میں گاؤں چلا گیا
تھا اب جو آکر دیکھا تو تم یہاں ہو میری زندگی تک تو بہئی تم دونو میرا ساتھ چھوڑ دو
نہیں میرے بعد اختیار ہے۔

مجید اچھا بہئی تو ہم پھر وہیں چلے چلیں۔

وحید ہاں چلئے ۔۔۔۔۔

بہاوج تو ہم ذرا روٹی تو کہالیں ابہی چلتے ہیں۔

وحید ہاں روٹی کہا کر دو تو آجایئے۔

وحید یہ کہکر چلا گیا تو دونو میاں بیوی بہت خوش ہوئے۔ مجید نے بیوی کی طرف دیکہا اور کہا۔

بہائی کی محبت بہی اللہ نے کیا بنائی ہے اسوقت تو ضرورت ہوئی اس لیے کمرہ خالی کروالیا پہر جی گہبرایا تو بلانے آگئے۔

بیوی سیدہے آدمی ہیں تیرپیر نہیں آتی چلو جلدی چلے چلو ایسا نہ ہو وہ راہ دیکہہ رہے ہوں۔

مجید اتنا سیدہا اتنا سچا اتنا صاف کہ ترکہ گیا ورثہ گیا حصہ گیا حق گیا گہر گیا بار گیا مگر وہ اللہ کا بندہ مصیبت کی گہڑی آکر بہی پڑی تو خاک نہ سمجہا وحید ایسا ہشیار ایسا مکار ایسا کہوٹا کہ گاؤں لیے مکلسرا لی مال لیا متاع لیا زیور لیا جائداد لی اور پہر بہی چین سے نہ بیٹہا۔ آگا مرزا کی تقریر وحید کی روشنی طبع کے واسطے بلا ہوئی اور اُسے پورا کہٹکا ہو گیا کہ سوسبہوے تو میرے جیتے ہی جی ورنہ میرے بعد مغل زادے چپکے رہنے والے نہیں یہ وہ شورہ پشت لوگ ہیں کہ کوڑی کوڑی اور دام دام رکہوالیں پہر بہی چین سے بیٹہیں نہ بیٹہنے دیں مجید کی زندگی پہر تمام امیدوں کا خون اور کل آرزوں کو پامال کرنے والی ہے یہ وہ وقت تہا کہ انسانی جان گاجر مولی سے زیادہ وقعت نہ رکہتی تہی اور روز صبح کو چاند ماری کے میدان میں بیسیوں باغی بہیڑ بکری کی طرح ذبح ہوتے تہے وحید کے اشارے کی دیر تہی مجید باغیوں میں گرفتار ہو مقتل میں بہیجدیا گیا مغلوں نے بہت زور لگائے ہر چند چیخے پیٹے کوششیں بہی کیں سفارشیں بہی بلکہ پہانسی سے ایک روز قبل سارے محلہ نے مجید کی بیگناہی کی شہادت دی مگر وحید کی گرہ

ایسی بودی نیم تھی کہ کھل جاتی جس وقت پھانسی کی خبر مجید کی بیوی صغیرہ کو پہنچی ہی رات کا ابتدائی حصہ تھا اس کی صداقت دیور کی شرارت کا شبہ بھی نہ کر سکی روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی سنا ہے صبح کو پھانسی ہوگی وہ تو کسی کے لینے میں نہ دینے میں بھیا تو ہی حاکم سے جاکر کہدے کہ وہ بے قصور ہیں۔

وحید روکر! بھابی میں تو آج تین دن سے اسی چکر میں پھر رہا ہوں چار کی ایک پیالی کا گنہگار تو ضرور ہوں روٹی اگر کھائی ہو تو حرام سؤر ہر وقت رو رہا ہوں ہائے مجید کو کہاں سے لاؤں۔

دیور کی گفتگو سنکر سچا دل اور بھی پھوٹ پھوٹ کر رو یا کہنے لگی۔ تو اب بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔

وحید ہاں اب تو اللہ ہی اللہ ہے۔

خاموش ہو کر اپنی کوٹھری میں آگئی تھوڑی دیر بیٹھی ہو گی کہ جی گھبرایا باہر نکلی چاند کی روشنی نیم کے درخت سے چھن چھن کر اس کے چہرہ پر پڑ رہی تھی اور پیالی قلب مضطرب کی بیگناہ آرزوں اور معصوم حسرتوں کو خاموشی سے تک رہی تھیں دل بجھ گیا تھا زبان خاموش تھی اور ایک ایک کو اس امید پر دیکھ رہی تھی کہ شاید کوئی مجید کو چھڑا لائے دفعتہً وحید نے آکر کہا تم پریشان نہ ہو ممکن ہے صبح کو چھوٹ جائیں میں نے کوشش تو بہت کی ہے اتنا سنتے ہی اچھل پڑی آدھی رات کا سنسان وقت تھا جب ایک مظلوم عورت ان الفاظ کا یقین کر کے ظالم دیور کے قدموں میں گر پڑی اور کہا۔

خدا تیری عمر دراز کرے بھیا ہم تو الگ تھلگ رہنے والے آدمی ہیں بھلا ہمیں ان باتوں سے کیا واسطہ تونے بڑا احسان کیا اللہ تیرے بچوں کی عمر دراز کرے مایوس دل کا امیدوار ہونا تھا کہ چہرہ کی افسردگی بشاشت سے بدل گئی خیال آیا اتنے

روزے بھوکے ہیں وہاں کس نے کھلایا ہوگا روٹی پکالوں صبح ہی کھلادوں گی اُٹھی آٹا گوندہا روٹی پکائی دال چڑہائی رات گھڑیاں گن گن کر کاٹی اور وقت خدا خدا کرکے گذارا اودہر مؤذن نے اللہ اکبر کی صدا دی اُدہر بد نصیب مغل زادی سفید چادر سر پر ڈال مقتل میں پہنچی آفتاب نکل چکا تھا چاروں طرف پھانسیاں گڑی ہوئی ہیں اور باغیوں کا گروہ پا بجولاں موجود تھا دور سے دیکھا اور بیتاب ہوکر قریب پہنچی۔

بیوی چلو اب گھر چلو نہ۔

مجید مجھے تو پھانسی کا حکم ہے اب ہوگی۔

بیوی نہیں تو وحید کہتا تھا چھٹ جائیں گے۔

مجید اُس کو کیا خبر بچہ ہے کل حکم ہوگیا۔

بیوی تو یہ کس نے پکڑوایا ہم نے تو خدا گواہ ہے کچھ نہیں کیا۔

مجید خیر مرنا تو ہے ہی جس طرح اللہ کی مرضی ہو۔

بیوی پھر اب کیا ہوگا ارے بھئی ہم سے تو قسم لے لو جو ہم نے کچھ بھی کیا ہو ہم تو غدر کے دنوں میں گھر سے باہر بھی نہیں نکلے

مجید۔ بس صبر کرو اللہ ہی اللہ ہے۔

بیوی کھڑی دیکھتی رہی اور مجید پھانسی پر چڑہا دیا گیا۔

بیوی کی نگاہ شوہر کے چہرہ پر رہی اور جسد بیجان تختہ سے نیچے لٹک گیا۔ لوگ اپنے اپنے مردوں کو لیکر چلے گئے تو نصیرہ نے شوہر کی لاش دیکھی اس کے قریب آئی سر اُٹھا کر گود میں لیا اور وہیں گڑوادیا اب اس کی دنیا اور دنیا کے تمام تعلقات زندگی اور زندگی کی تمام کائنات یہ ڈیڑہ دو گز زمین تھی جہاں دن رات پڑی رہتی جنگل کی ڈراونی راتیں تنہائی کی دہشت ناک گھڑیاں آئیں

اور گزر جاتیں دن کو جب بھوک لگتی تو کبھی شہر کی طرف چلی آتی ورنہ اسی سمت رخ کر دیتی اور دور نکل جاتی مہمان نواز درخت مسافر نوازی میں کسر نہ رکھتے اور جو کچھ موجود ہوتا فراخدلی سے قدرت کی اس تصویر کے سامنے رکھتے جو کائنات کی قابل ناز ہستی تھی جاڑوں کی کڑکڑاتی سردی بادلوں کی آفت ناک گڑگڑاہٹ بجلی کی قیامت خیز چمک گیدڑوں کی چیخ دہاڑ اور سانپوں کی پھنکار کوئی طاقت ایسی تھی جو صغیرہ سے شوہر کی قبر چھڑوا دیتی جھاڑو نہ تھی مگر اپنے ہاتھ سے اس کو لیپتی پوتتی جھاڑتی پونچھتی کنوؤں سے پانی لاتی جنگل سے پھول چنتی اور بیگناہ شوہر کی قبر کو گلدستہ بناتی خوش ہوتی اور روتی چومتی اور ہاتھ پھیرتی اور اسی طرح جب نیند کا غلبہ ہوتا تو پائنتی پڑ رہتی جب فتنہ کم اور پھانسیاں موقوف ہوئیں تو یہ قطعہ جہاں ہزارہا بندگان خدا دنیا سے رخصت ہوئے جنگل بیابان رہ گیا۔ صغیرہ نے خود ہی چار ولشت کچی دیواریں چنکر لکڑیوں کی چھت بنا لی میکے والوں نے بہت چاہا منت کی سماجت کی سمجھایا بجھایا مگر کامیاب نہ ہوئے اور اس طرح صغیرہ بیگناہ شوہر کی قبر پر اپنی زندگی بسر کرنے لگی دنیا کی ہر چیز ترقی کر رہی تھی مخنپسور کے جنگل بھی آبادی سے بدلے اور یہ حصہ جہاں برسوں بھی ٹمٹماتا ہوا چراغ نظر آتا گلزار بن گیا ہر طرف آبادی ہوئی دکانیں نہیں مکان بنے یہ تھی وہ جگہ جو سموسہ کہلاتی تھی اور جہاں دو مکان و چند کے اور یہ چھوٹا سا گھونسلا صغیرہ کا تھا۔

(۸)

مس واکر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس زمین کے دینے میں کچھ عذر ہے مگر یہ تو ثواب کی بات ہے لوگ فائدہ اٹھائیں گے ہم آپ کو اس کی پوری قیمت دیں گے۔

فرخندہ جی نہیں تکلیف نہیں ان کی عادت ہی خاموش رہنے کی ہے ان کو کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ قیمت کی ضرورت نہیں یہ اُن کی زر خرید نہیں ہے۔ زمین سرکاری ہے

وحید آپ کو ضرورت ہو تو شوق سے لیجئے اس عورت کو میں جانتا ہوں میں اس کو اپنے ہاں جگہ دے دونگا۔

مس واکر آپ خاموش کیوں ہیں یہ قبر کس کی ہے۔

صغیرہ میں چلی جاتی ہوں آپ لے لیجئے۔

مس واکر آپ اس کو کس معاوضہ پر بہ خوشی دے سکتی ہیں یہ کس کی قبر ہے۔

صغیرہ میں روپیہ کا کیا کروں گی آپ ہی کی زمین ہے لے لیجے آپ اس قبر کو توڑ دینگی

مس واکر ہاں یہاں ایک پختہ عمارت بنے گی۔

صغیرہ بہت اچھا۔

وحید مس صاحب آپ ہندوستانیوں کی عادت سے واقف نہیں ہیں یہ تو عجیب خلقت کے لوگ ہیں جس قدر انسانیت برتئے اسی قدر سر پر چڑھیں گے مستری آؤ بابو۔ بیٹی تم باہر آجاؤ۔

صغیرہ یہ قبر اب ہی ٹوٹے گی۔

فرخندہ اب ہی ٹوٹے یا کبھی ٹوٹے اس میں رکھا کیا ہے قبر کی پرستش بہت ضروری ہے؟

صغیرہ نہیں تو اچھا لے لیجئے .... یہ قبر اب ہی ٹوٹے گی۔

وحید کہہ تو دیا کہ ہاں اب گھڑی گھڑی پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

مس واکر فرخندہ بیگم آپ اتنے اس کام کو شروع کروائیے میں ذرا ادہر ہو آؤں

مس واکر چلی گئی صغیرہ نکل کر باہر کھڑی ہوئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے وہ مٹی کا ڈھیر جس کے پھاوڑے کی ہر چوٹ صغیرہ کے دل پر پڑی برابر ہو گیا جب شام ہو چکی ہے اور مزدور چلے گئے تو وہ ایک دفعہ رات کے وقت پھر یہاں آئی بیٹھی اُنکی آنکھوں سے آنسو کے چند قطرے اس مقام پر گرے جہاں مجید کی روح نے عالم بالا کم

پرواز کیا اور جہاں اس کا جسد خاکی دبا ہوا تھا وہ اٹھی اس وقت اس کے قلب کی وہ کیفیت تھی جو پھانسی کے وقت اُس پر گزری وہ سمجھتی تھی کہ شوہر ہمیشہ کو چھوٹ گیا اب اس کی ہڈیاں میرے سامنے موجود ہیں اُن کو اس کی بجائے گلے سے لگاؤں گی مگر اس وقت دنیا کی ضرورتیں بدنصیب بیوی کو ان ہڈیوں سے جدا کر رہی تھی رات اسی طرح گزری اور جب آفتاب سر پر چمکا تو اس زمین کو بوسہ دیا آنکھیں ملیں اور یہ کہکر چلی۔

اب انشاء اللہ قیامت کے روز ملیں گے

(۹)

فرخندہ کی جوانی جاڑوں کی چاندنی نہ تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی پردہ برائے نام تھا محلہ میں تو مشکل ہی سے کوئی ایسا ہو گا جس نے اس کے چہرہ کی زیارت نہ کی ہو لیکن پرے محلے کے لوگ بھی اس فخر سے محروم نہ تھے اس کے لباس کا شہرہ ہر گھر میں پہنچ چکا تھا اس کی گفتگو کا ڈھنگ اس کے ملنے کا طریقہ اس کی بات چیت سب کے کانوں میں پڑی ہوئی تھی وہ بساط تغیر پر اکیلی نہ تھی بلکہ اور لڑکیاں بھی اس کی مرید تھیں جو اس طرح کھلم کھلا تو کینچلی نہ بدل چکی تھیں مگر اس کی صحبت میں خوشی سے رہتیں اُسکے کاموں کو سراہتیں اور اس کے اطوار کو سر آنکھوں پر رکھتیں بیچارے سیدھے سادے مغلوں کی تو ہستی کیا تھی کہ اس کی شادی کا خیال بھی دل میں لا سکتے اس کی کھپت اگر ہو سکتی تھی تو اُن ہی لوگوں میں جو اس کی زندگی کے مداح اور اس کے اعمال کو جائز سمجھ رہے تھے اور جن کی زبان و قلم سے ترقی قوم کے ساتھ پہلا فقرہ یہ نکلتا تھا کہ جب تک لڑکیاں تعلیم یافتہ نہ ہوں لڑکوں کی تعلیم فضول ہے مگر جنہوں نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ لڑکیوں کو تعلیم کس ذریعہ سے دی جائے اسی گروہ کی خواہشیں تھیں ان ہی لوگوں کے پیغام تھے ان ہی کی منت سماجت تھی اور اُن ہی کی فریفتگی و گرویدگی وحید کا یہ خیال بھی کچھ چھپا ڈھکا نہ تھا کہ میری رائے میں خاندان کی تلاش حسب نسب

کی پرچول ذات قمات کی ٹٹول فضول ہی۔ لڑکا پڑہا لکہا ہو صورت شکل کا ہو ذاتی جوہر ہوں کنبہ والے تو اتنا سنتے ہی کنارے ہوئے اور اگر کنبے بے غیرت بنکر کبہا بہی تو اپنا سا منہ لیکر چپکا ہو گیا ہاں منظور ہوئی درخواست تو ایک نو مسلم کی جس کے باپ کا پتہ نہ دادا کا نشان مگر بی اے تہا وکیل تہا اور ڈہائی تین سو روپیہ ماہوار کما بہی لیتا تہا میاں بیوی ایک دوسرے سے بے خبر بہی نہ تہے نصیر فرخندہ کو اور فرخندہ نصیر کو ایک دو دفعہ نہیں بارہا دیکہہ چکے تہے اور گو ٹہیک نہیں معلوم مگر کیا تعجب ہی ایک آدہ دفعہ بات چیت بہی ہو گئی ہو کیونکہ کمیشن کے کاموں میں نصیر کا حصہ بہی فرخندہ سے کم نہ تہا فرخندہ کی ماں کہنے کو تو وحید کی بیوی تہی اور امید بہی یہ تہی کہ وحید اور فرخندہ کی صحبت نے پورا نہیں تو نیم تر تو بنا ہی دیا ہو گا مگر اس نیکبخت پر بچپن کا کچہہ ایسا رنگ چڑہا تہا کہ وحید کی عمر سمجہاتے گزر گئی بگڑا وہ خفا وہ ہوا سمجہا کر اس نے کہا جہا کر اس نے کہا چمکار کر کہا منت سے کہا مگر اس اللہ کی بندی پر اثر نہ ہوا وحید اور فرخندہ دونو باپ بیٹیاں اس کی نماز پر ہنستے اس کے وظیفوں پر لوٹتے مضحکہ اُڑاتے ٹہٹہہ لگاتے مگر وہ چہپ کر آنکہہ بچا کر کوٹہری میں جاتی کمرہ میں پہنچتی اور فرض ادا کر لیتی بات قریب قریب پختہ ہو گئی تو نصیر نے لیڈی ڈاکٹر کو اس غرض سے بہیجا کہ وہ فرخندہ کی صحت کا اطمینان کرے اور اس کی تعلیم وغیرہ کے متعلق رائے دے یہ منظر ماں کی نگاہ میں وہ ہی معنی رکہتا تہا جیسے لڑکے والیاں بات ٹہرانے اور لڑکی کو دیکہنے کے واسطے آتی ہیں وحید نے بیٹی کی موجودگی میں بیوی سے صرف اتنا کہدیا کہ مسٹر نصیر کا خط آیا ہی آج ساڑہے تین بجے لیڈی ڈاکٹر لڑکی کو دیکہنے آئیں گی ۔

فرخندہ کے دل کی کیفیت تو کچہ آگے چلکر معلوم ہو گی کہ باپ کے الفاظ نے اس پر کیا اثر کیا مگر ماں بیچاری کے تو ہاتہ پاؤں پہول گئے اس کی حالت اس طالب علم سے کم نہ تہی جو امتحان کے واسطے رات بہر جاگتا اور اللہ اللہ کرتا ہی۔ بیٹی کو پاس بلایا اور

منہ پھیر کر تمام زیور ڈھیلے پائنچوں کا پاجامہ ریشمین کرتہ اور دوپٹہ دیا ساتھ ہی دبی زبان سے یہ بھی کہدیا جب میں اُن کو لیکر تمہارے کمرہ میں آؤں تو چپکی بیٹھی رہنا سلام تو جھک کر ضرور کر لینا مگر منہ سے کچھہ نہ کہنا ایسی ہی وہ بہت سر ہوں تو ایک آدہ بات کا وہ بھی رک رک کر جواب دینا باقی سب باتوں کا جواب میں خود دے لوں گی ۔

بیٹی کو ہدایت کر کے دلہن کی اما گھر کی جھاڑ و بہار و میں مصروف ہوئیں ۔ ٹھیک ٹھاک کر چکیں تو خیال آیا مٹھائی دیکھئے کتنی ساتھ لاتی ہیں سینیاں باہر نکال لوں آٹھ سینیاں دو خوان نکال کر باہر رکھے کنگی کی کپڑے بدلے اور پٹاری آگے رکھہ گاو تکیہ کے آگے ہو بیٹھیں وقت مقررہ پر لیڈی ڈاکٹر تشریف لے آئیں یہ نام تو حید کی زبانی بیوی نے سن لیا تھا مگر اس کا ذہن اسطرف قطعیً منتقل نہ ہوا کہ صرف ایک بیوی وہ بھی سایہ پہنے اور ہیٹ لگائے سر پر آ کھڑی ہوں گی کرسیاں خدا کی عنایت سے گھر میں درجنوں اور کوڑیوں تھیں مگر اس کمرہ میں کوئی نہ تھی لیڈی ڈاکٹر سوچ رہی تھی کہ کرسی آئے تو بیٹھوں فرخندہ کی ما منتظر تھیں کہ یہ بیٹھیں تو باتیں کروں اتنے میں سامنے کا کمرہ کھلا اور فرخندہ کاسنی ساڑہی گلابی بلاؤس زیور کا چھلا تک نہیں سر گندہا جوڑا بندہا گوڈ ایوننگ گوڈ ایوننگ کہتی ہوئی باہر نکلی دونوں نے ہاتھ ملایا اور فرخندہ نے جھٹ دو کرسیاں منگوا ایک پر آپ ایک پر لیڈی ڈاکٹر اما بیچاری بیٹی کا منہ ہی تکتی رہیں اور ششدر ہو گئیں مگر بیٹی یا لیڈی ڈاکٹر نے بات تو در کنار اُن کی طرف آنکھہ اُٹھا کر نہ دیکھا ہیئر کی لات گھٹنوں تک چار ثابت گلوریاں الائچیوں سمیت کشتی میں رکھہ لیڈی ڈاکٹر کے سامنے پیش کیں اور کہنے لگی زردہ بھی دوں

لیڈی ڈاکٹر تھینکس تھینکس ہم پان نہیں کھاتا ہے۔

فرخندہ آپ کی عقل کو کیا ہو گیا بھلا یہ لوگ پان کھاتے ہیں۔

شرمندہ و خجل سر نگوں خاموش تھیں کہ ان دو لو کی گفتگو شروع ہوئی۔

لیڈی ڈاکٹر آپ کی صحت کیسی رہتی ہی۔کوئی شکایت تو نہیں۔

فرخندہ بہت اچھی کوئی شکایت نہیں۔

لیڈی ڈاکٹر میں آپ کے لنگر وغیرہ دیکھنے چاہتی ہوں۔

فرخندہ نہایت خوشی سے آیئے۔

لیڈی ڈاکٹر ہاں بالکل صاف ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کا کچھ سلائی وغیرہ کا نمونہ دیکھوں

فرخندہ ضرور ضرور ابھی لیجئے دیکھئے یہ کروشہ کا کام ہی یہ گزہت ہی یہ سلائی ہی۔

لیڈی ڈاکٹر بہت اچھا بہت اچھا۔

فرخندہ یہ تمام اطمینان نہایت ضروری تھا لیکن میں ممنون ہوں گی اگر آپ فرمائیں

کہ مسٹر نصیر کی صحت آپ کی رائے میں کیسی ہی۔

لیڈی ڈاکٹر میں نے ان کو کبھی اس خیال سے نہیں دیکھا لیکن جب سے میں اُن کو

جانتی ہوں میں نے اُن کو کبھی بیمار نہیں پایا۔

دلہن کی اماں اب تک دنگ ہی تھیں مگر جب فرخندہ نے مسٹر نصیر کہا تو اُن کو سنّاٹا

آگیا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں خاموش تھیں غصہ کے مارے پریشان تھیں بس نہیں چلتا تھا کہ

بیٹی کو کچا کھا جائیں بہتیرے ہی دانت پیسے اشارے سے منع کیا آنکھیں نکالیں تیوری پر بل

ڈالے لیکن فرخندہ نے یہ بھی نہ سمجھا کہ ماں کیا کر رہی ہی اور کہتی کیا ہی لیڈی ڈاکٹر چلنے لگی

تو ماں بیچاری جوتی ہی ڈھونڈہتی رہی اور فرخندہ دروازہ تک پہنچا ہا تھ ملا گوڈبائی کہہ کر

واپس آگئی۔

فرخندہ غضب خدا کا اس قدر ذلت اتنی رسوائی ایسی بدنامی تم سے کہا کس کمبخت نے تھا

کہ تم یہاں بیٹھی رہو جب خدا نے تم کو اس قابل نہیں بنایا تو یہاں موجود رہنے کی کیا

ضرورت تھی۔

ماں بیٹی بیحیائی کی حد بے غیرتی کی انتہا اپنا منہ پیٹ لوں زہر کھا لوں مر جاؤں کیا

کروں توبہ توبہ یہ اندھیر یہ غضب یہ قیامت کواری بچی اور ایسا دیدہ دلیر خدا دشمن کا بھی نہ کرے بازار والیوں کو بھی مات کیا۔

فرخندہ۔ بس بس فضول گفتگو مطلق نہ کرو خاموش خاموش۔

(۱۰)

واکر ہال کے جلسہ سنگ بنیاد میں جس کی سکرٹری فرخندہ نصیر الحق تھی ہندو مسلمان پارسی عیسائی ہر قوم کی عورتیں شریک تھیں جلسہ کا انتظام آٹھ آٹھ روز پہلے سے شروع ہو گیا تھا رنگ برنگ کی جھنڈیاں بیلیں اور پھول چاروں طرف ہوا میں لہرا رہے تھے شامیانوں کے نیچے کرسیاں دریوں پہ فینسی اسٹول میزوں پر خوبصورت گلدستے منڈوا منہ سے بول۔ رہا تھا بیویوں کی زرق برق پوشاکیں ساریاں اور سایے ہر طرف جگمگا رہے تھے۔ بنت الوقت سر سے پاؤں تک سوا اس کے کہ رنگ گورا نہ تھا کسی طرح مس واکر سے کم نہ تھیں مسلمان عورتوں میں صرف بنت الوقت ہی اکیلی نہ تھی اور بھی دس بارہ اس کی ہم خیال لڑکیاں کواری بھی اور بیاہی بھی ادھر ادھر چلتی پھرتی تھیں ٹھیک ایک بجے کلکٹر صاحب کی میم آ پہنچیں مس واکر اور بنت الوقت نے دروازہ میں ہاتھ ملایا اور باتفاق رائے وہی صدر جلسہ قرار پائیں سب سے پہلے مس واکر نے افتتاحیہ تقریر کی جس میں بنت الوقت کی اعانت کا خصوصیت سے شکریہ ادا کیا اس کے بعد بنت الوقت نے تعلیم نسواں پر لکھی ہوئی تقریر پڑھی اور سب سے بعد صدر جلسہ نے بنت الوقت کو نے کی گھڑی عطا فرمائی۔

جب جلسہ ختم ہوا اور بیویاں چلنے لگیں تو بنت الوقت نے اعلان کیا کہ آج بعد نماز عشاء جلسہ مولود شریف ہے امید ہے مسلمان بہنیں شریک ہو کر اس جلسہ کی رونق بڑھائیں گی۔ اور کوشش کریں گی کہ دوسری بہنیں بھی شریک ہوں۔

اس موقع پر تو مسلمان عورتیں کچھ زیادہ نہ تھیں مگر جب بستی میں یہ خبر مشہور

ہوئی کہ آج بنت الوقت کے یہاں مولود ہے تو بنت الوقت یا وحید کی وجہ سے نہیں ذکر ولادت کی خبر سنکر بالخصوص اس وجہ سے کہ اُستانی رابعہ سلطان کا سکہ محسنپور میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ تین سال بعد بیت اللہ سے تشریف لائی تھیں سینکڑوں عورتیں جمع ہو گئیں رابعہ سلطان سیدھی آدمی سچی مسلمان اس بیچاری کے فرشتوں نے بھی بنت الوقت کے ڈھنگ نہ دیکھے تھے۔ تین مہینہ سے آئی ہوئی تھیں اور اس کے حالات سنکر خدا یاد آ رہا تھا صغیرہ کی کیفیت سنکر تو تھر تھر کانپنے لگیں کئی دفعہ ارادہ کیا کہ جاؤں دیکھوں تو سہی کیا رنگ ہے مگر جب یہ سنا کہ دروازہ پر پہرا کمرہ پر چوکیدار اطلاع کی ضرورت اجازت کی حاجت اس پر بھی فرصت شرط اور موقعہ ضروری تو دل مار کر بیٹھ گئیں اب جو بنت الوقت نے خود ہی یہ پرچہ لکھکر بھیجا۔

وحید منزل۔ ۱۵ اکتوبر۔

ڈیر اُستانی رابعہ۔ میں آج شام کو اپنی چند سہیلیوں کو چا پر بلا رہی ہوں اس کی غرض زیادہ تر یہ ہے کہ محسنپور کی مسلمان بیبیاں جو تعلیم نسواں کو عیب سمجھتی ہیں ہماری کوششوں کو وقعت سے دیکھیں اور سمجھ جائیں کہ جب تک وہ اس طرف توجہ نہ کریں گی مسلمانوں کی ترقی محال ہے آپ خوب اچھی طرح جانتی ہیں کہ جب تک مائیں پڑھی لکھی نہ ہوں اُن کی گودوں سے معقول بچے پیدا ہی نہیں ہو سکتے بدقسمتی سے ان جاہل اور لکیر کی فقیر عورتوں کو سوا مذہب کے کوئی چیز اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی اس لیے میں نے مولود کا اعلان کیا ہے تاکہ بیویاں کثرت سے جمع ہوں اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ پیغمبر اسلام کا معمولی ذکر کر دینے کے بعد مقصد اصلی کی طرف توجہ فرمائیں اور اسطرح ہم لوگوں کا ہاتھ بٹا کر ممنون کریں۔

آپ کی صادق

فرخندہ (بنت الوقت)

تو اس خیال سے بہت خوش ہوئیں کہ اس بہانے جانے کا موقعہ ملا مگر بنت الوقت کی تحریر پڑھ کر تن بدن میں آگ لگ گئی جہاں اس نے پیغمبر اسلام لکھا تھا اس جگہ کو بوسہ دیا سر آنکھوں پر رکھا اور مغرب کی نماز سے فراغت پاتے ہی وہاں جا پہونچیں۔ اطلاع ہوئی تو ایک ماما نے ڈولی سے اتروا کر علیحدہ کمرہ میں لیجاکر بٹھا دیا اور صرف اتنا کہا آپ تشریف رکھیے۔ آدہ گھنٹہ تک استانی جی خاموش بیٹھی رہیں پھر کسی نے آکر بات نہ پوچھی اس کے بعد بنت الوقت کے آنے کی اطلاع ہوئی تو استانی جی یہ سمجھکر کہ سامنے کی بچہ ہی گلے لگاؤں گی اس غرض سے اٹھیں مگر بنت الوقت داخل ہوئی تو صرف اتنا کہکر ہاتھ ملا لیا۔

اُستانی صاحب سلام۔ آپ بہت جلد آگئیں تقریر کے واسطے ۹ بجے کا وقت مقرر ہے ابھی آٹھ نہیں بجے میں خود بھی اپنی تقریر تیار کر رہی ہوں اس لیے فرصت کم ہے میں آپ سے ٹھیک نو بجے ملوں گی۔

استانی جی منہ ہی دیکھتی رہیں اور بنت الوقت یہ جا وہ جا ساڑھے آٹھ بجے عشاء کا وقت تھا مگر جانماز تھی نہ وضو کو پانی اور کیوں ہوتا اس سرے سے اس سرے تک سب ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے خود ہی باہر نکلیں پانی لیا وضو کیا جانماز مانگی تو مامائیں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں استانی جی بھی سمجھ گئیں اپنا برقع بچھا کر نماز پڑھی پڑھ چکیں تو طلبی ہوئی وہاں جا کر دیکھتی ہیں تو کمرہ بیویوں سے کھچاکھچ بھرا پڑا ہے ایسی بھی تھیں جو سچے دل سے اُنہیں عزت سے ملیں اور خوش ہوئیں ایسی بھی جو صورت دیکھکر مسکرائیں وضع کا مضحکہ اُڑایا اور ہنسیں سب سے پہلے بنت الوقت کی تقریر ہوئی جس کا خلاصہ یہ تھا ہم مسلمان ہیں اور جب تک مسلمان نہ رہیں گے ترقی نہیں کر سکتے ہماری حالت دوسری قوموں کے مقابلہ میں کتنی ذلیل کسقدر پست کیسی قابل افسوس ہے مگر کیسے تعجب اور حسرت وحیرت کا مقام ہے کہ ہمارے

..... کانوں پر جوں نہیں چلتی اور کبھی بھولکر بھی ہم کو اپنی ترقی کا خیال نہیں آتا احساس کا مادہ جس پر قوموں کی ترقی کا دارومدار ہی ہم ... سے بالکل ہی مفقود ہو گیا حد یہ ہی کہ دوسری بہنیں جو ہماری ہم قوم نہیں ہموطن نہیں ہماری حالت پر روئیں اور ہماری ترقی کے واسطے کوشش کریں یہ سات سمندر پار کی رہنے والیاں اپنا عیش آرام چھوڑ چھاڑ ہمارے ساتھ لگی لپٹی رہیں ہاتھ سے پاؤں سے روپیہ سے پیسے کسی طرح ہم سے باہر نہیں اور ہماری کیفیت یہ ہیکہ خود ترقی کرنا تو درکنار دوسروں کے احسان کا معاوضہ بھی لعن طعن سے کریں میں نے آج کے جلسہ میں کسقدر افسوس کے ساتھ دیکھا کہ ہر قوم کی خواتین حصہ لے رہی تھیں مگر نہ تھیں تو مسلمان عورتیں اور اگر تھیں بھی تو اتنی جتنی آٹے میں نمک اصل بات یہ ہی کہ ہم نے مذہب ہی کو چھوڑ دیا جو ترقی کا سرچشمہ تھا مگر آپ یاد رکھیے جب تک آپ اسلام کے اصول سر آنکھوں پر نہ رکھیں گی ترقی ممکن نہیں آپ کو استانی صاحبہ بتائیں گی کہ پیغمبر اسلام کے کارنامے کیا تھے اور انہوں نے مسلمانوں کو کیا رستہ بتایا ہی۔

اتنا کہکر منیت الوقت بیٹھ گئی تو استانی صاحبہ اٹھیں انہوں نے سب سے پہلے درود شریف پڑہی اور حاضرین سے درخواست کی کہ وہ بھی پڑہیں اسکے بعد فرمایا

عزیز بہنوں تعلیم نسواں کی بابت یہ خیال کرنا کہ اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی صریح ظلم ہی۔

اسلام نے اس کو ضروری بیان کرنے میں کسی جنس کی تخصیص نہیں کی مسلمان عورتیں بساط علم پر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکی ہیں اگر آج مسلمانوں میں پڑہی لکھی بیبیاں نہیں ہیں تو اسکو اسلام سے واسطہ نہیں مسلمانوں کی بربادی کا بڑا سبب محض بے تعلقی مذہب ہی اگر آج مسلمان مسلمان ہو جائیں تو دنیا بھر کی خوبیاں اور سارے جہان کی بھلائیاں اُن میں پیدا ہو جاتی ہیں اُن کا فرض تھا کہ وہ اس

جوہر آبدار کو سینے سے لگاتے اور اس کے احکام سر آنکھوں پر رکھتے مگر واقعہ یہ ہی کہ آج مسجدیں
اُن کو رو رہی ہیں خانقاہیں اُن کے کہرام میں مصروف ہیں اور جو در و دیوار مسلمانوں کے
نعرۂ توحید اور خشوع و خضوع سے گونجتے تھے وہاں آج فاختہ کی کوکو بربادی اسلام
کا نالہ کر رہی ہی اب تک یہ مصیبت مردوں ہی تک موقوف تھی مگر اب عورتیں بھی آہیں
پست رہی ہیں اور جو ترقی کی کوشش سمجھی جا رہی ہی وہ مکمل تباہی کی ابتدا اور کامل
مصیبت کا آغاز ہی۔ میں خوب جانتی ہوں اور یہ میرا عقیدہ اور یقین ہی کہ خواہ آفتاب
بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع کرے اور تارے رات کے بدلے دن کو چمکیں مگر
اسلام کی پیشین گوئیاں اور مخبر صادقؐ کا ارشاد اٹل ہی اور وہ وقت آن پہنچا ہے
کہ اسلام سوا چند فقیروں غریبوں اور مسکینوں کے جنکو روٹی تک نصیب نہ ہو گی
دوسری جگہ دکھائی نہ دیگا یہ ہنسنے کا نہیں رونے کا وقت ہی کہ ترقی قوم کی باگ
ان لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو اسلام سے ہزاروں کوس دور ہوں اور دوسروں کو دہوکا
دینے اور پھنسانے کے واسطے ثابت یہ کرنا چاہیں کہ وہ مذہب سے باہر نہیں ہیں بی بی
بنت الوقت فرماتی ہیں کہ جب تک ہم مسلمان نہ بنیں گے ترقی نہیں کر سکتے یہ ہاتی
کے دانت دیکھنے کے اور دکھانے کے اور قابل لعنت اور لائق ملامت دعویٰ وہ اور
عمل یہ اقوال ویسے اور اعمال ایسے کہ یہ مسلمان کا گھر مسلمانوں کا جلسہ اور جانماز تک
موجود نہیں ضرورت تھی کہ اسی گھر کے چپہ چپہ اور کونہ کونہ سے اسلام کی شان ظاہر ہوتی
مگر حالت یہ ہی کہ گھر کے اسباب سے گھر والیوں کے لباس سے ٹھاٹھ سے سامان سے رہنے
سے سہنے سے کسی چیز سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسلمان کا گھر ہی؟ اس پر غضب یہ ہی کہ مذہب
کا دعویٰ اور اسلام کی آڑ بیویوں بھاڑ میں جائے وہ جلسہ جس میں مذہب کا یہ حشر ہو
بی بی بنت الوقت شکایت کرتی ہیں کہ دوپہر کے جلسہ میں مسلمان عورتیں نہ تھیں مگر بی بی
دوسروں کی حالت پر بھی غور کرو۔ خدا نے تم کو دولت دی عزت دی روپیہ دیا پیسہ دیا

گہر میں ماما ڈیوڑہی پر نوکر سائبان میں گاڑی اصطبل میں گھوڑا جو کہو وہ ٹھیک جو کرو وہ
تھوڑا ۔ مگر سارا محسنپور مرزا وحید اور بنت الوقت نہیں ان کو اپنے کاموں سے گہر کے
دہندوں سے بچوں کی پرورش سے شوہر کی خدمت سے خانہ داری کے انتظام سے
معاملات کی دیکھہ بہال سے اتنی فرصت نہ ضرورت کہ ان جلسوں میں جہاں زیور کی
جگمگاہٹ اور کپڑوں کی ٹیپ ٹاپ کے سوا کچھہ نہ ہو شریک ہو سکیں بنت الوقت بی بی
تم مسلمان ہو اور چاہتی ہو کہ میں سرور کائنات کے حالات اس وقت بیان کروں مگر کیا
کروگی جانے دو میری آنکہہ سے آنسو نکل پڑے جب میں نے یہ دیکھا کہ ایک مسلمان لڑکی
اس ذات پاک کو جو مسلمانوں کا سرتاج ہی صرف پیغمبر اسلام لکھہ ہی ہی اور یہ سمجھکر کہ مسلمان
اس نام کے عاشق اور دیوانے ہیں بہانے سے بلا کر اپنا مقصد پورا کرتی ہی اس سے زیادہ
نازک وقت اسلام پر کیا آئے گا کہ مادر گیتی جس انسان کا مثل نہ پیدا کر سکی اس کے ساتھ مسلمان
یہ سلوک کریں اور پھر مسلمان رہنا چاہیں ۔ . . . . اور مسلمان ہونے پر فخر کریں میں
واقف ہوں کہ بہت سی بیویاں مشتاق ہیں کہ میں حضور اکرم کی پاک زندگی کے
کچھہ حالات بیان کروں اور میری خموشی دلشکنی ہوگی مگر میں اپنی طبیعت سے مجبور اور عادت
سے لاچار ہوں میرا دل نہیں چاہتا میری طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ میں اس موقعہ پر جہاں
ایسے منافق موجود ہوں ان واقعات کی توہین کروں اور اس پاک ذات کے حالات
سناؤں جو حیوانوں کو انسان اور کافروں کو مسلمان بنا گئی یہ اسی رسول اکرم صلعم کا
صدقہ اسی ذات کا طفیل ہی کہ تم جن کی وقعت صرف اتنی تھی کہ ماں باپ گلے گھونٹ
دیں جانوروں سے بدتر اور غلاموں سے ذلیل سمجھیں آج جیتی جاگتی برابر کی شریک
اور گہر کی ملکہ بنی بیٹھی ہو بیویو ہاتھ اٹھاؤ درود پڑہو دعائیں مانگو اور التجا کرو کہ ۔

طیبہ کی خاک پاک میں آرام کرنے والے دولہا خواب راحت سے بیدار ہو
اور ہماری حالت زار کو دیکھہ حب دنیا نے ہماری آنکھیں خیرہ ہمارے دل اندھے

ہمارے دماغ بیکار ہماری حالت خراب کردی ہیاجن ہماری اخلاقی سیجیں اُجڑ گئیں ہمارے مذہبی پھول مرجھا گئے ہمارا زیور چوری ہمارا لباس برباد اور ہماری صبحتیں جولازوال خزانوں سے مالا مال تھیں آج تاخت وتاراج ہیں ہمارا جہاز خطرہ میں ہماری کشتی طوفان میں ہے اے امت مرحومہ کے نگہبان اب ہم تیرے کرم کے محتاج اور تیری عنایت کے خواہشگار ہیں ہمارا بیڑا پار کر تیری ذات پاک بیکسوں کا سہارا غریبوں کا گزارہ اسلام تیرے در سے کلام اللہ تیرے گھر سے مظلوموں کی حمایت تیرا شیوہ مسکینوں کی اعانت تیری عادت خزائن دنیا تیرے دم سے دولت دین تیرے قدم سے رعیت کے بادشاہ بادشاہوں کے شہنشاہ بیکس کنیزوں کی گنہگار لونڈیوں کی جو تیرے حضور میں حاضر تیرے دربار میں سرنگوں دست بستہ کھڑی ہیں التجائیں قبول کر دعائیں اثر دے دنیا اور دین کے مالک طیبہ کے سدا بہار پھول شب معراج کے نوشہ اللہ کی جان مسلمانوں کے ایمان خدا کے مہمان بہترین انسان مخلوق سے اعلیٰ ملائکہ سے افضل پیغمبروں میں آخر نبیوں میں اول ہماری حالتوں پر رحم ہماری تکلیفوں پر کرم آقا خوف الٰہی میں گرفتار رکھ اپنی محبت میں سرشار رکھ اے شفیع المذنبین نیکوں میں حشر اسلام پر موت سن مولا سن اُنکی جنکا وارث تو جنکا مالک تو جنکا حاکم تو جنکا آقا تو۔

(۱۱)

ڈیر حسین بی میں یہ سنکر بہت خوش ہوئی کہ تمہارے پاپا ایسے خطرناک سفر سے مع الخیر واپس آگئے اور تم اب ایک حاجی جی کی بیٹی ہوگئیں میں ممنون ہوں کہ تم نے اس موقع پر مجھے یاد رکھا لیکن میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ سب تحائف میرے واسطے بالکل بیکار ہیں حالانکہ تمہاری نگاہ میں اُن کی بہت کچھ وقعت ہے اس لیے میں شکریہ کے ساتھ واپس کرتی ہوں اور درخواست کرتی ہوں کہ آپ ان کا بہتر استعمال کیجئے

آپ کو معلوم ہے کہ میں نے عمر بھر کبھی سرمہ نہیں لگایا اس لئے میرے واسطے بے سود ہے پانی جو اس ٹین کی ڈبیا میں بند ہے میں نہیں کہہ سکتی کہ صحت کے واسطے مفید ہوگا یا نہیں اور میں افسوس سے لکھتی ہوں کہ باوجود کوشش کے رغبت نہ ہوئی اسی طرح کھجوریں بھی جنھیں امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گی اور ان کو ایسے لوگوں کو دیں گی جو پوری پوری قدر کر سکیں۔ اب میں آپ کے ارشاد کے موافق آپ کی دعوت میں خوشی سے شریک ہوں گی اور وقت مقررہ پر پہنچ جاؤنگی

شام کو چار بجے بنت الوقت حسین بی کے ہاں جا پہنچیں۔ پردہ اول تو کوارپنے ہی میں برائے نام تھا اور شادی کے بعد تو یہ کیفیت تھی کہ ایسی ہی اشد ضرورت یا مجبوری ہوئی تو نقاب منہ پر ڈال لی ورنہ کھلے بندوں پھرتی۔ اور آزادانہ نکلتی ڈولی میں تو شاید عمر بھر بیٹھنے کا اتفاق نہ ہوا ہوگا پہلے بند گاڑی تھی اب ٹمٹم پہ پہنچی اس طرح کہ آنکھوں پر عینک منہ پر پوڈر ٹخنوں سے اونچے منڈے ٹانگوں میں پایجامہ جوڑا بندھا ہاتھوں میں دستانے کاجل اور سر سے پاؤں تک درستی تو یہ توبہ نعوذ باللہ سر بھی اللہ کی عنایت سے ایسا گندھا ہوا تھا کہ سب سکتہ میں رہ گئے۔ حسین بی بیچاری کے والد تھے اگلے زمانے کے جہاں کرسی فرشتوں نے بھی نہ دیکھی ہوگی۔ سفید چاندنی اور قیمتی قالینوں پر بیویاں جمع تھیں بنت الوقت نے چھوٹتے ہی حسین بی سے ہاتھ ملایا ادھر دیکھا ادھر دیکھا۔ کرسی نہ تھی تو پھر نیچے ہی بیٹھ جاتی مگر بوٹ کا اتارنا بڑی زحمت تھا ارادہ کیا کہ الٹے ہی پاؤں لوٹ جاؤں مگر جانا کیا آسان تھا بیویاں سر ہوگئیں اور زبردستی بوٹ اتروا فرش پر بٹھایا میراثنیں موجود تھیں اور خوب لہک لہک کر گا رہی تھیں الائچی میراثن بھانڈ کا طائفہ بھی موجود تھا ظالم کو وقت پر خوب سوجھی دو جلدی سے اٹھ کوٹھری میں گھس گئیں۔ ایک تو سفید ڈاڑھی لگا سر سے پگڑی باندھ مرد بنی اور دوسری بنت آنکھوں پر عینک لگا بکرے کی طرح ہاتھ پاؤں کے بل اس طرح باہر آئی کہ اس کے گلے میں زنجیر اور اس کے ہاتھ میں

ساتھ والیاں بڑے میاں بہوت سلاں والیکم۔

پیر مرد والیکم بہائی ولیکم۔

ساتھ والیاں یہ آپ چاروں طرف ڈھونڈھ کیا رہے ہیں۔ کچھ کھو گیا؟

پیر مرد ہاں ہاں ہاں بھائی ہاں۔
ساتھ والیاں کیا ڈھونڈھ رہے ہیں حضرت آپ۔
پیر مرد کیا بتاؤں بھائی کچھہ کہہ نہیں سکتا۔
ساتھ والیاں اجی حضرت کچھہ تو فرمائیے۔
پیر مرد اے بھائی (بکری کی طرف اشارہ کرکے) اس کی والدہ بھاگ گئیں اُنکی تلاش میں بڈھا ہوگیا کہیں نہیں ملتیں۔
ساتھ والیاں کیا نام ہے اُن کا کچھہ اتا پتا بتائیے
پیر مرد نام تو اللہ رسول کا ہوتا ہے مگر اُن کے تو دو نام ہیں اصلی نام تو ہائے کیا بتاؤں دیکھہ لو کسی کا کلیجہ منہ کو آتا ہے میری تو خیال کرنے سے کلیجی اور تلی۔ بھیپڑا اور گردے سینے بان میں لپٹ گئے ہائے ہائے وائے ہائے نہیں بتایا جاتا۔
ساتھ والیاں صبر کیجئے بڑے صاحب صبر کیجئے اللہ آسان کریگا۔ بچھڑوں کو وہی ملاتا ہے۔ اُن کا نام تو بتائیے۔
پیر مرد ابھی تو سارا لغو بالمغو با منہ ہی میں ہے اُن کا نام تو تھا "تعلیم نسواں بیگم" اور میں پیار سے چرغینی چرغینی کہا کرتا تھا۔
ساتھ والیاں اور یہہ آپکے ساتھ جانور کیا ہے۔
پیر مرد جانور ہو گی تم یہ تو تعلیم نسواں بیگم کی بچی اور میرے کلیجے کا ٹکڑا۔
ساتھ والیاں اوہو یہ انسان کی صورت ہے؟
پیر مرد کہہ تو دیا جانور ہو گی تم تمہارے باپ تمہارے دادا ہماری اولاد کو جانور سمجھتی ہو
ساتھ والیاں حضرت جی ان کا کیا نام ہے۔
پیر مرد اس کے بھی دو نام ہیں یاد رکھو ہر شریف مادہ کے دو نام ہوتے ہیں ایک کوارپتہ کا اور ایک شادی کے بعد کا۔

ساتھ والیاں حضور ان کے اسم مبارک بھی فرمائیے۔

پیر مرد سب سنبھل کے کھڑی ہو جاؤ۔

ساتھ والیاں فرمائیے۔

پیر مرد ان کا نام ہے ترقی۔

ساتھ والیاں خوب ترقی! حضرت دوسرا نام؟

پیر مرد۔ سنبھلو۔ ہشیار رہنا۔

ساتھ والیاں حضور۔

پیر مرد ...... "ہِندالبہق"

ساتھ والیاں (ڈر کے مارے پیچھے ہٹ کر) بہق بہق حضرت بہق۔

پیر مرد ہاں ہاں بہق مگر کون سا بہق اُڑ جانے والا مادہ نہیں ہندالبہق

ساتھ والیاں سبحان اللہ کیا نام ہے۔ حضرت کچھ ان کے کام بھی فرمائیے

پیر مرد اے ظالموں تمکو مذاق سوجھا ہے میری طبیعت پھر بگڑ گئی۔

ساتھ والیاں کیوں کیوں حضرت کیا ہوا۔

پیر مرد پھر اُس کی والدہ یاد آ گئیں کہاں ڈھونڈھنے جاؤں تم لوگ ہماری محبتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے ہمارے ہاں نر مادہ ایک دوسرے کے عاشق ہوتے ہیں۔

ساتھ والیاں بجا ارشاد ہے حضرت ہم سمجھتے مر گئی ہوگی۔

پیر مرد موت، موت، کمبختوں تم سب کو وہ کسی جلسہ میں ہو گی تھیٹر میں ہوگی پارک میں ہوگی۔

ساتھ والیاں معاف فرمائیے۔ معاف فرمائیے حضور صاحبزادی کے کچھ کام نہ فرمائے

پیر مرد اچھا لو سنو یہیں دو نو صفتیں ہیں جانور کی بھی اور آدمی کی بھی باتیں کرو تو ایسی کرے کہ خوش ہو جاؤ تقریر یاد کروا دو تو سینکڑوں آدمیوں میں آنکھیں بند کر کے اسطرح پڑھ جائے کہ مینا بول رہی ہے۔ ملنے آؤ تو ایسی ملے اور ایسی بولے کہ جی خوش ہو جائے اور جو کام کا وقت آئے تو پھر جانور کی جانور

ساتھ والیاں جناب کا اسم مبارک کیا ہے۔ اس سے بھی محروم نہ رکھیئے۔
پیر مرد بس میرا ہی نام نہ پوچھو بھانڈا پھوٹ جائیگا اور کرکری ہو جائے گی۔
ساتھ والیاں حضور یہ نہ ہو گا فرمائیے۔ فرمائیے۔
پیر مرد میرا نام...... کیوں پوچھتی ہو!
ساتھ والیاں فرمائیں حضور فرمائیں۔
پیر مرد میری ہی وجہ سے تو اس اعلیٰ خاندان کی بربادی ہوئی میرا نام ہے مرزا تنزل ...... بس بیویو لاؤ چندے دلواؤ میں ترقی کے لیے چار بسکٹ مکھن توس اور گھاس دانہ لاؤں۔

بیویوں کے تو مارے ہنسی کے پیٹ میں بل پڑ رہے تھے اور بنت الوقت کا یہ حال کہ بس چلتا تو سب کو پھانسی دیدیتی۔ خدا خدا کر کے کہیں آدھی رات کے بعد یہ جلسہ ختم ہوا تو اپنے گھر آئی۔

(۱۲)

ویل ہم اگلے مہینے میں تمہارے ساتھ بہت کافی رعایت کر چکے لیکن تم مسلمان لوگ ہرگز رحم کے قابل نہیں اسلیے یہ جرمانہ معاف نہیں ہو سکتا۔
خانساماں حضور میرا کیا قصور ہے کھانے میں اگر خرابی ہوتی تو بیشک میں ذمہ دار تھا لیکن برتنوں کا کام تو کلن کا ہے مجھپر جرمانہ کیوں ہو۔
بنت الوقت گستاخی کی بات مت بولو جرمانہ کلن پر بھی ہو گا تم ضرور ذمہ دار ہے وہ تمہارا ماتحت ہے اور تم اس کے ہر کام کا ذمہ دار ہے پہلی مرتبہ چھریاں اور کانٹے میز پر کیوں پہلے آئے اور آج چمچہ کیوں میلا تھا۔ بیشک تم قصوروار ہے۔
خانساماں حضور میں بہت غریب آدمی ہوں دو روپیہ میں مر جاوں گا اس مرتبہ معاف کر دیجئے آئندہ ایسی غلطی نہ ہوگی۔

بنت الوقت نہیں نہیں ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔
خانساماں تو سرکار میرا حساب کر دیجئے۔
بنت الوقت یوں تو حساب مانگتا ہی نہیں ہوگا جب تک دوسرا آدمی نہ ملے تم پولس میں بھیجدیا جائے گا اگر زیادہ بک بک کی۔

اس نامائی فانڈ بخار میں کہ میں مشکل سے صرف دو چمچے سوپ کے ہضم کر سکتا ہوں اس وقت تک بھوکا پڑا ہوں اب بخار کے تیز ہونے کا وقت ہو کیا خاک پی سکوں گا صبح سے یہ وقت ہو گیا غذا سمجھو دوا سمجھو ابتک سوپ نصیب نہ ہوا ممکن ہی دنوں میں اس نمکحرام پر جرمانہ بھی کرنا تھا کہ وہ بھاگ جائے۔
بنت الوقت گھر کا ڈسپلن کسی خاص وجہ سے ہرگز نہیں بگڑنا چاہیے ضرور میرا فرض تھا کہ میں اس کو اس کی غفلت کی سزا دیتی مجھے خود آج ہسٹریا کا دورہ ہوتا معلوم ہوتا ہے۔
نصیر اس لیے کہ تم کو دورہ ہوگا میرا بخار تمہاری رائے میں قابل لحاظ نہیں میں بھوکا پڑا رہوں اور تمہارے ڈسپلن کی وجہ سے مجھ بیمار کو سوپ نصیب نہ ہو اگر خانساماں نہ تھا تو تم خود بوائے کی مدد سے تیار کر دیتیں۔
بنت الوقت چاہے اس کا نتیجہ میری صحت پر کیسا ہی مضر ہوتا!
نصیر تمہارے واسطے تو صرف ایک احتمال تھا مگر میرے واسطے تو واقعہ ہو۔
بنت الوقت میرا احتمال یقین سے زیادہ ہو علاوہ ازیں میں نے خود سوپ کبھی تیار نہیں کیا اور نہ یہ میرا کام ہو میں جو کر سکتی تھی وہ میں نے کیا صبح سے تین چٹھیاں لکھ چکی ہوں اب ایک جگہ سے جواب آیا ہو کہ کل خانساماں آجائے گا۔
نصیر تو کیا کل تک میں بھوکا پڑا رہوں۔

بنت الوقت تم اکیلے نہ ہوگے تمہارے ساتھ میں بھی ہونگی بخار میں بھوکا رہنا مضر نہیں لیکن لیڈی ڈاکٹر کے الفاظ یہ تھے کہ ہسٹیریا کے مریض کو دورہ سے قبل ہرگز بھوکا نہ رہنا چاہئے۔

نصیر ذرا ٹمپریچر لینا چاہتا ہوں اس وقت حرارت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

بنت الوقت بوائے بوائے صاحب کو تھرمامیٹر دیدو۔

نصیر دیکھو ۱۰۲ ہے۔

بنت الوقت ہاں اب سوپ مضر ہوگا اب نہ پینا چاہئے۔

نصیر مگر تم اپنے واسطے کیا انتظام کروگی۔

بنت الوقت میں چار کے ساتھ فروٹ کھا چکی ہوں اس وقت زیادہ بھوک نہیں ہے

نصیر درد بہت زیادہ ہو رہا ہے تھوڑا سا مینتھول دیدو۔

بنت الوقت بوائے بوائے اس الماری میں مینتھول کی شیشی ہے صاحب کو دیدو

نصیر میرا رومال بہت میلا ہوگیا ایک اور رومال نکالدو۔

بنت الوقت بوائے بوائے ایک رومال صاحب کو دو۔

نصیر مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔

بنت الوقت ہونی چاہئے ضرور ہوگی آج بیس دن ہوگئے خرچ کی بھی سخت تکلیف ہو رہی ہے لیڈی ڈاکٹر نے ہدایت کی تھی کہ جب دورہ کے آثار ہوں یہ مکسچر پی لینا مگر نہیں منگوا سکتی۔

نصیر وہ پندرہ سو روپیہ جو پچھلے ہفتہ میں آیا تھا سب ختم ہوگیا۔

بنت الوقت اوہ! اب تک چار سو روپیہ کا بل تو بزاز کا تھا۔

نصیر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام بدن کی روح کھینچ رہی ہے سخت اذیت ہے۔

بنت الوقت بہت سخت افسوس ہے میری خواہش ہے کہ یہ تکلیف رفع ہو اور جلد

میں اس خیال سے کلب میں بھی رنجیدہ رہوں گی۔

نصیر کیا یہ ممکن نہیں کہ تم آج نہ جاؤ۔

بنت الوقت آج تو محمودی بیگم آرہی ہیں اور صرف میری تحریک پر ورنہ اُن کے شوہر تو باپ کی وجہ سے بھیج ہی نہ سکتے تھے۔

نصیر مگر احتمال ہے کہ مجھے تمہاری عدم موجودگی میں تکلیف زیادہ ہوجائے۔

بنت الوقت میں کوشش کروں گی کہ جلد واپس آؤں میں خود اس ضرورت کو محسوس کر رہی ہوں کہ مجھے یہاں موجود ہونا چاہیئے مگر واقعات ایسے آپڑے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں محمودی بیگم کے خسر کل آجائیں گے اور اُن کی موجودگی میں قطعاً ناممکن ہے کہ وہ کلب میں آسکیں علاوہ ازیں میں اپنے الفاظ دے چکی ہوں کہ ضرور پہنچوں گی باوجود اس اندیشہ کے کہ دورہ نہ ہوجائے میں ضرور جاؤنگی تاکہ بات میں فرق نہ آئے۔

نصیر میں تمہاری رائے سے اختلاف نہیں کرتا اور کوئی وجہ نہیں کہ کروں لیکن مجکو اس وقت سے ڈر لگ رہا ہے جو اب آنے والا ہے۔ کل پانچ بجے کے قریب مجھے فٹ ہوا تم جس وقت آئی ہو اس وقت میں ہوش میں آچکا تھا مگر اس تکلیف کے خیال سے میں کانپ جاتا ہوں جو کل مجھپر گذری تم اتنا انتظام کرتی جاؤ کہ نوکروں کے علاوہ کوئی عزیز بھی آج میرے پاس موجود رہے۔

بنت الوقت اگر تم ایک معمولی فٹ سے اس قدر خائف ہو تو میں ہرگز جانا پسند نہیں کرتی الفاظ کی وقعت محمودی کی محبت یقیناً تم سے زیادہ نہیں ہوسکتی میں اسکو اپنا فرض سمجھتی ہوں اور میری رائے میں ہر شریف عورت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ شوہر کی رضامندی پر اپنی تمام خوشیاں قربان کردے میں موجود ہوں اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ تمہاری اس وقت کی تکلیف میں دیکھنا نہیں چاہتی اور نہ دیکھ بھی نہیں سکتی

چنانچہ کل ہی جب میں آئی ہوں تو باوجود افاقہ کے اس حالت تک کو نہ دیکھہ سکی اور پائین باغ میں چلی گئی۔

نصیر۔ میں تمہاری محبت اور عنایت کا بہت بہت ممنون ہوں مگر یہ نہیں چاہتا کہ تمہاری تکلیف کا باعث ہوں تم جاؤ اور کلب میں شریک ہو ایسی حالت میں کہ وعدہ کر چکی ہو تمہارا جانا ضروری ہے۔

بنت الوقت۔ تم غور کرو میں ہر طرح تمہاری رائے پر عمل کرنے کے واسطے تیار ہوں

نصیر۔ یہی بہتر ہوگا کہ تم جاؤ اگر ایسی ہی زیادہ ضرورت ہوئی تو میں بوا کو بھیجدوں گا۔

بنت الوقت۔ تو میں لباس تبدیل کرلوں۔

نصیر۔ ضرور۔ میری زبان خشک ہورہی ہے بات نہیں ہوسکتی۔ آج کونین کا جز غالباً زیادہ تھا ایک چمچہ دودھ دیدو۔

بنت الوقت۔ بوائے۔

بوائے۔ حضور۔

بنت الوقت۔ صاحب کو دودھ دو۔

بوائے۔ دودھ تو حضور آج نہیں آیا بس چار کے واسطے آیا تھا۔

بنت الوقت۔ گدھا کیوں نہیں آیا

بوائے۔ حضور نے حکم دیا نہ دام دیئے

بنت الوقت۔ الو کا موافق بات مت کرو دو روپیہ جرمانہ چلو بھاگو۔

بوائے۔ غریب پرور میں علم غیب تو پڑھا نہیں سرکار حکم دیتیں دام دیئے جاتے میں دودھ لے آتا یوں حضور مالک ہیں ساری تنخواہ کاٹ لیں۔

بنت الوقت۔ گستاخی کا بات مت بولو تم اندھا نہیں ہے تم نہیں جانتا صاحب

کا دودہ آتا ہی۔ تم کو دام مانگنا چاہئے تھا تم نے غفلت کی اس کا سزا بھگتو۔

بوائے تو حضور دو کیا ساری تنخواہ کاٹ لیجیے۔

بنت الوقت ہم مارے ہنٹر کے کھال اُڑا دیں گے اگر بیہودہ بات بولا بک نہیں مانگتا

نصیر بہت سخت تکلیف ہی

بنت الوقت میں کپڑے بدل لوں۔

اتنا کہکر بنت الوقت دوسرے کمرے میں گئی منہ ہاتھ دہویا بال بنائے کپڑے بدلے چار بجے کے قریب آئی تو نصیر بخار میں لوتہ تہا دودہ بوائے کی غفلت سے نہ تھا یا بنت الوقت کی یہ تو نصیر جانے مگر ہم نے جو دیکھا اور جو جانتے ہیں وہ یہ ہی کہ اتنی جھک جھک اور پٹ پٹ ہوئی مگر دودہ پھر بھی نہ آیا نہ معلوم اس کی ذمہ داری کس پر ہی بنت الوقت کی عنایت کا بار ضرور نصیر کی گردن پر ہی کہ تیار ہوکر آئی تو پہلا خیال دودہ پہلی بات دودہ اور پہلا حکم دودہ۔

بولے بوائے وہ بوائے چلو جلد چلو بوائے دودہ لاؤ جلد لاؤ بوائے بولئے۔ بوائے ہو تو بوائے چہہ روپیہ تنخواہ ایک پہلے کٹا دو آج کٹے تین باقی تھے اور مہینہ میں دن اکیس جہاں نو دن میں تین کٹے وہاں اکیس دن میں تو گرہ سے بھی خبر نہیں کتنا کچھہ دیکر پیچھا چھٹتا۔ ہنٹر کا نام سنکر سب ہوا ہو لیا اب جو بنت الوقت دیکھتی ہی تو خانساماں ہے نہ بوائے ایک نرس البتہ بال بنانے والی اندر رہ گئی اور باہر صرف سائیس نصیر کو کئی آوازیں دیں تو اس نے آنکھہ کھولی۔

بنت الوقت بوائے سور بھی بھاگ گیا میں اُدھر سے خانساماں اور بوائے کا انتظام کرتی آوں گی اور دودہ بھی خود ہی لے آوں گی۔

نصیر تم کو اختیار ہی

بنت الوقت۔ اچھا میں جاتی ہوں۔

(۱۳)

ڈیر مسٹر احسن! چوری اور سرزوری ظلم کرو اور پروانہ ہو حق مارو اور شاد ہو
آج احسن زمانی سے ملاقات ہوئی - تین سال بعد دیکھا تھا قیاس چاہتا تھا دل کہتا تھا توقع
پوری تھی اور امید کامل کہ یہ چراغ جو کوارپنے ہی میں روشن ہو چکا تھا تمہارے ہاں پہنچکر
چاند کی طرح چمک رہا ہوگا مگر افسوس سے سنا اور حسرت سے دیکھا توقع غلط اور امید جھوٹی
نکلی صورت تھی نہ رنگت پھول تھا نہ نکہت ایک ڈہانچ تھا جس میں سانس اور جسم تھا
جس میں جان کے سوا کچھہ نہ تھا وہ جوہر مٹ گئے وہ چہل ختم ہوئی دل مردہ صورت افسردہ
جوش ٹھنڈا اور امنگیں برباد ہو چکی تھیں دیمک کی طرح بچے دشمن کی طرح گہر اور موت کی
طرح زندگی لپٹی ہوئی تھی کیسا تغیر کتنا فرق اور کیا انقلاب ہے زندہ مردے سے بیوی
لونڈی سے اور مالک غلاموں سے بدتر تھی صرف شادی نے آزاد کو قیدی انسان
کو جانور اور ہیرے کو پتھر بنا دیا کہانے کا ہوش تھا نہ پہنے کا زیور کی پروا تھی نہ کپڑے
کی ایک محدود چار دیواری میں جس طرح شیر پنجرے میں سر پھوڑتا ہے اس کی ہستی تمہارے
اسلام پر ناز کر رہی تھی مجھے معلوم ہے تم نمازی - میں جانتی ہوں پابند شرع اور مجھے
خبر ہے کہ تم پورے وظیفچی ہو مگر تعجب اس حالت اور افسوس اس حرکت پر ظلم کی انتہا
ستم کی حد سوچو اور شرماؤ غور کرو اور روؤ کیا کیا اور کیا کر رہے ہو ایک کواری بچی ایک
معصوم ہستی ایک بیگناہ انسان ایسا مجبور اتنا لاچار اور یہاں تک محکوم ہو جائے کہ
سانس لے تو پوچھکر اور قدم اُٹھائے تو اجازت سے تمہاری آنکھوں پر پردہ تمہاری
عقل پر پتھر پڑ گئے تمہارے اسلام میں فرق تمہارے ایمان میں خلل تمہاری طینت
میں خرابی اور تمہاری طبیعت میں خود غرضی آئی تم اپنے وعدے بہولے اور اقرار فراموش
کیے - یہ بچی قوم کی عاشق اور مذہب کی شیدا تھی مگر آج کے جلسہ میں جو کانفرنس
کا آخری اجلاس تھا اور جو سماں اب سرزمین مجینور کی آنکھیں کبھی نہ دیکھیں گی

شرکت کے نام سے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر خاموش ہو گئی میں نے استفسار کیا اصرار کیا مگر میرے سوال کا جواب خاموشی اور میری درخواست کا نتیجہ وہ نگاہ تھی جس میں تمہاری حکومت ناجائز کا اظہار اور اپنی بیکسی کا اشارہ تھا۔

ڈیر احسن سنتی ہوں تحصیلدار ہو چکے ہو گا ہو گے مگر معزز اہلکار اور سرکاری عہدہ دار کا ایمان اسقدر کمزور اس درجہ ذلیل توبہ توبہ نعوذ باللہ عورت انسان ہے جانور نہیں اور بیوی شریک زندگی ہے محکوم نہیں۔ ہمیشہ کی رفیق عمر بھر کی ساتھی زندگی کی ہمراز مگر اس لیے کہ کمزور ہے لونڈی تہیں اور اس لیے کہ بے بس ہے غلام ہیں اسلام مدعی ہے عورت کی حمایت کا اور آج ہم میں برائی جائی قبضہ میں آئی مگر اس دن کو کہ بات کرے تو روئے اور سانس لے تو جھینکے۔

میری پیشین گوئی لکھہ لو اور یاد رکھو کہ صفیہ احسن تھوڑے روز کی مہمان اور چند روز کی مسافر ہے پردہ نے اس کی صحت ظلم نے اس کی حالت اور غصب حقوق نے اس کی کیفیت بد ترین کر دی وہ عنقریب تم سے رخصت اور بہت جلد دنیا سے وداع ہونے والی ہے۔ مگر ہماری نگاہ میں اُسکی موت کا سبب اس کی مصیبتوں کی وجہ اور اس کی تکلیفوں کا باعث تمہاری زندگی ہو گی اور گو تمکو اپنی جان تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہو مگر یہ نہ بھولنا کہ تمہاری زندگی پر ظلم کا ایک دہبہ خود غرضی کا ایک الزام اور نفس پروری کی ایک ایسی تصویر ہو گی جس کی جہلک سے دوست اور جس کے خیال سے دشمن تک پناہ مانگیں گے۔

تمہاری

بنت الوقت

فرخندہ بہن خیالات کی بلند پروازی اور تمدن کی جدت طرازی سبحان اللہ ماشاء اللہ دل پھڑک گیا طبیعت خوش ہو گئی خدا عمر میں ترقی اور کوشش میں برکت دے کہ تمہارے دم سے قوم کی حالت درست اور مسلمانوں کی مصیبت دور ہو۔ جو

کہتی ہو وہ ہوجائے اور جو چاہتی ہو وہ پورا ہو۔ مگر بہن اس آڑ کے قربان اس بہانے
کے تصدق اور اس پناہ کے نثار ضرورت اپنی اور خدمت قوم کی خواہش اپنی
اور کوشش مذہب کی کام اپنا اور نام اسلام کا جھلا جھلی کے لباس چمک دمک کے
زیور نئے نئے فیشن اور طرح طرح کی ترکیبیں انواع و اقسام کے کھانے اور رنگ برنگ
کے کپڑے ہارمونیم کے جلسے پیانو کی تقریبیں سہیلیوں کی دعوت اور سیر و سیاحت
خدا کی قدرت مذہب کی خدمت ٹھیرے۔ لچھوں کے پاؤں گھڑیوں کے ہاتھ
جھومر کے ماتھے اور پر رنگ کے کان خدا کی شان اسلام کے ارکان قرار پائیں ایمان سے کہنا
اس مجمع میں کتنی نماز پڑھی کس قدر خیرات کی کے مرتبہ درود بھیجی اور کس کس معاملہ میں کلام اللہ
سے صلاح لی مانا تمہاری عقل زیادہ تمہاری فراست بڑی تمہارا علم وسیع اور تمہاری
تحقیقات اعلیٰ مگر بہن فرخندہ دوسروں کو بھی اندھا نہ سمجھو تم مسلمان سہی مگر کیا اسلام اسی
کا نام ہے اور مذہب کے یہی معنی ہیں کہ دوسروں کو پھنسانے اور دیوانہ بنانے میں اس کی آڑ
پکڑو یہ ہوی بھاڑ میں گئی تمہاری ترقی اور اسلام اس اسلام کو جو خدا سے بیگانہ اور بھلی چنگی
عورت کو تم جیسا دیوانہ بنادے تمہاری اصلی غرض تمہارا واقعی منشا تمہاری حقیقی خواہش
اتنی صرف اتنی اور درحقیقت اتنی کہ اخباروں میں تمہارا نام آئے، رسالوں میں تمہارے
کام چھپیں۔ تقریریں کرو اور تحریریں پڑھو گہنے دکھاؤ کپڑوں پر اتراؤ اور برابر والیوں سے
ملو غریبوں سے اکڑو کھاتی پیتیوں کی خوشامد دولتمندوں کی مدارات غریبوں سے وحشت
رانڈوں سے نفرت عزیز بہن عورت اور مرد کی ترقی میں آسمان زمین کا فرق ہے اُنکی
لامذہبی لاپروائی ہے۔ کم توجہی ہے آفت ہے یا مصیبت ہے مگر یا گر کر کھپ گئی اور کھپ
رہی ہے اور کھپ جائے گی مگر تمہاری منافرت مذہبی تمہارے بچوں کو تمہاری نسلوں
کو تمہاری قوم کو تمہاری ملت کو امت مرحوم کو مسلمانوں کو تہس نہس کردیگی خوب سوچ لو
اور ہماری بات بھی لکھ لو زمانہ اس کی صداقت مجھکو اور تم کو نہیں آنے والی نسلوں کو

اور مسلمانوں کو دکھا دیگا۔ تمہارے اعمال و افعال تمہارے گن اور کرتوت تمہاری کوششیں اور تجویزیں تمہاری رائے میں ترقی کا پیش خیمہ اصلاح کا ذریعہ اور بہبودی کا زینہ ہیں مگر میری رائے میں تم قصر اسلام کی ان بنیادوں کو ہلا رہی ہو جن پر کلمہ توحید کا دار و مدار ہی میں نے اور تم نے نہیں لیکن اسلام نے وہ وقت دیکھا ہی جب گو مردوں میں منافق اور بے ایمان موجود تھے مگر عورتوں کی صدائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صداقت کی ہوا میں اسطرح گونجتی تھی کہ دنیا سناٹے میں رہ جاتی تھی۔ تاریخ دیکھو پڑھو اور غور کرو خود حضور اکرم کا عہد خلیفہ دوم کا دور دورہ۔ عباسیوں کا جاہ و جلال تمکو بتا دیگا کہ ترقی کرنے والی قوم کی عورتیں دوران کامیابی میں بساط حیات پر کیا پایہ رکھتی تھیں اور اُنکا تعلق مذہب سے کیا تھا فرخندہ واقعات شاہد ہیں کہ اُن کا زیور مذہب اُن کا لباس مذہب اُن کی ترقی مذہب اور کوشش ترقی مذہب اُن کا ہر قدم اُن کا ہر خیال اُن کا ہر قول اُن کا ہر فعل المختصر اُن کا ہر سانس مذہب کے دائرہ میں تھا یہ تو میں جانتا ہوں کہ اُن کے بدنام کرنے مذہب کو تمکو بنانے اور مسلمانوں کی ناک کٹانے میں تم نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ ٹکٹ گھر کے بورڈ کی طرح نماز پڑھنے کی جگہ کا تختہ بھی ... پنڈال میں ضرور ہوگا مگر تمہاری باتیں بتا رہی ہیں تمہارے اقوال کہہ رہے ہیں کہ تم اس کافر نقال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں جو لامذہبوں کے ہنسانے کو مسلمان کی نقل کرتا ہو۔ صفیۃ النسا بیگم میری عزیز بیوی جس طرح میکے میں بزرگوں کی آنکھ کا تارا تھی۔ اسی طرح آج بھی سسرال کا مول ہی میکہ اس پر نازاں تھا سسرال اس پر فخر کرتی ہی بچے اور گھر اور زندگی جن کو تم نے دیمک دشمن اور نفرت سے تعبیر کیا پیاری صفیہ کے واسطے اور اسی کے واسطے کیا ہر عورت اور عورت نہیں ہر بیوی اور بیوی نہیں ہر شریف زادی کے لیے مایۂ ناز ہیں مجھے معلوم ہی اور تم سے زیادہ مجھے خبر ہی اور تم سے بہتر کہ صفیہ خدا اس کو خوش رکھے اپنی حالت میں خوش اور اپنے گھر میں شاد ہی

اس کے بہتر بچے پر ایک ماما اور اس کی ذات کے واسطے تین چھوکریاں موجود ہیں بیس ہزار کی جائداد آٹھ ہزار کا زیور اور دس ہزار نقد کی اس وقت صرف اکیلی پیاری صفیہ مالک ہے وہ اپنی مرضی کی مختار اور اپنے مزاج کی بااختیار ہے۔ وہ تین بچوں اور ایک اپنے دم پر چار سو روپیہ ماہوار صرف کرتی ہے میں خدا کا شکر ادا نہیں کرسکتا جس نے مجھکو اس قابل کیا کہ اس کی آنی خدمت کرسکوں میری رائے میں تمہارا خیال جھوٹا اور تمہارا قیاس لغو ہے اس کے جوہر جو کوارپنے میں ماند تھے اب چاند کی طرح چمک رہے ہیں کوارپنے کی کلی سسرال میں پھول بنکر مہک رہی ہے اور اس کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ میں اس کی صورت کا عاشق اور نام کا دیوانہ ہوں اور اس وقت کہ وہ دیکھتی ہے سنتی علی الاعلان کہتا ہوں کہ خدا بیوی دے تو صفیہ جیسی۔

فرخندہ بہن تغیر صورت قانون قدرت ہے۔ جب تم نے دیکھا خود بچہ تھی آج تین بچوں کی ماممکن ہے چہرے پر وہ تازگی نہ رہی ہو۔ جو تم نے دیکھی لیکن اس کا ذمہ دار میں نہیں۔ دہرکن کا مرض ترقی کرگیا ہے حکیم شفاء الدین کا علاج ہے میں کہہ نہیں سکتا شاید کپڑے میلے ہوں لیکن فرخندہ کیا کہہ رہی ہو پچھلے مہینے جب میں محسنپور گیا ہوں بارہ سو روپیہ کا کپڑا میرے سامنے خریدا تھا۔ کیونکر مان لوں کہ تم سچی ہو تم کہتی ہو جلسہ کی شرکت پر خموشی تمہاری حکومت اور اس کی مجبوری کا اظہار تھا۔

میں تمہاری رائے میں مسلمان نہیں ہوں مگر تم کو مسلمان سمجھتا ہوں مسلمان ہو تو یقین کرنا صفیہ اگر شریک ہوتی تو مجھے یقیناً خوشی ہوتی مگر شریک نہ ہونے سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ ہر معاملہ میں میری اجازت کی محتاج رہے مگر یہ اس کا جوہر شرافت ہے کہ وہ میری رائے اپنی رائے سے میرا خیال اپنے خیال سے اور میرا فیصلہ اپنے فیصلہ سے بہتر سمجھتی ہے۔ میں نہیں چاہتا مگر تم بیشک سچی ہو میں ہرگز خواہشمند نہیں مگر تمہارا قیاس درست ہے کہ صفیہ خدا اس کو دین دنیا میں خوش

رکھے واقعی یہ چاہتی ہی کہ سانس بھی لے تو میری صلاح سے میں نے اُس کا کوئی حق غصب
نہیں کیا اور وہ شرع اسلام کے عطا کردہ تمام حقوق کی مالک گھر کی ملکہ اور سفید و سیاہ
کی بااختیار بیوی ہی مذہب اُس کی رگ رگ میں اسلام اُس کی گھٹی میں خدا کی عظمت رسول
کی محبت اُس کے دل میں اس طرح جاگزیں ہی کہ وہ سلیقہ شعار عورت فرمانبردار بیوی اطاعت
گزار ہوا اور سمجھدار ماں بن گئی میں کیا میرا تمام خاندان میرے ماں باپ میرے بہن بھائی
میرے نوکر چاکر میرے بال بچے عزیز اقارب ہمسایہ پڑوسی اس کی انسانیت کا کلمہ
پڑھ رہے ہیں۔

تمہاری زبردست بحث پردہ پر ہی اور تم چاہتی ہو کہ پردہ تمہاری طرح مسلمانوں
سے رخصت ہو میں جانتا ہوں اور واقعات مجھے یقین دلا رہے ہیں کہ یہ جوہر جس نے مسلمانوں
کی اچھی بری لاج تھوڑا بہت بھرم رکھہ لیا تھا مسلمانوں سے وداع ہو رہا ہی اور ایک وقت
ایسا آئے گا کہ پردہ کی خوبی سے تاریخ اسلام قطعاً محروم ہو گی وہ تمہارے خیال میں
مبارک مگر میری رائے میں وہ منحوس گھڑی ہو گی کہ مسلمان اس وقت کو روئیں گے اور
نہ پائیں گے اگر میری رائے سچی ہی اور خدا نہ کرے کہ سچی ہو اگر میرا خیال درست ہی اور
خدا مجھے اس سے پہلے موت دے کہ یہ درست نکلے تو تم دیکھہ لینا کہ جس قوم میں آج
ہزارہا اللہ کی بندیاں ایسی موجود ہیں جن پر اسلام فخر اور مسلمان ناز کر سکتے ہیں اور یہ
وہ گروہ ہی جس پر باوجودیکہ حیات انسانی کی ممکن مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے جو معصوم
بچوں کو کلیجہ سے لگائے بھوکی راتیں اور خطرناک دن کاٹ رہی ہیں لیکن اس فقیری
غربت اور افلاس میں کہ مٹھی مٹھی بھر چنوں کو ترس رہی ہیں اور مامتا بھری آنکھیں پھول
سے لالوں کو بھوکا پیاسا دیکھتی ہیں عصمت کا لعل بیش بہا ان کی ٹوٹی دیواروں اور
پھٹے کپڑوں اور فاقہ زدہ چہروں کو منور کر رہا ہی۔ وہاں پردہ رخصت ہوتے ہی گو
تمہاری کوشش کے بموجب دولت کی ریل پیل ہو جائے لیکن یہ مسلمانوں کا مایۂ ناز

زمانہ آبحیات ہو جائے گا اور انصاف کی آنکھیں اِن چند سطروں کو پڑھ کر منہ پیٹیں گی اور پردے کو چراغ لیکر ڈھونڈھینگی۔ مگر نظر نہ آئے گا۔

خدا تمہاری کوششوں میں برکت تمہارے ارادوں میں ہمت تمہارے اعضا میں طاقت دے مگر خدا کا واسطہ ہماری زندگی تک ہمارے گھروں کو اس بلا سے محفوظ رکھو اور ہماری حالت پر رحم کرو۔ والدعا۔ احسن۔

(۱۴)

گیارہ برس سے زیادہ شادی کو گزر گئے مگر سچ یہ ہو کہ ایک دن بھی صحت اچھی نہ رہی کبھی اطمینان نصیب ہی نہ ہوا۔

بنت الوقت اس کی ذمہ داری مجھپر نہیں ہو سکتی۔ شادی سے قبل میں نہایت تندرست لڑکی تھی۔ لیڈی ڈاکٹر کی رائے موجود ہو۔ اب یہ جو کچھ باعتبار صحت تغیر ہوا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ صرف شادی ہو سکتی ہو۔ میری مستقل بیماری نے مجھ ہی کو پریشان رکھا تمہارے اطمینان سے کیا واسطہ صحت اور علالت انسانی افعال نہیں قدرت کے انتظام ہیں۔ بیماری کی میں شکایت کر سکتی ہوں نہ کہ تم۔

نصیر۔ مجھے واسطہ کیوں نہیں مجکو یقیناً تمہاری بیماری سے کوفت ہوتی ہو۔ کبھی یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم کو کوئی شکایت نہو۔ نقاہت کیا ہوئی وبال جان ہو گئی کہ ہر وقت کمزوری۔ ہر وقت ہسٹریا کا فٹ اور ہر وقت دھڑکن کا اندیشہ۔

بنت الوقت تو اس کا علاج کیا ہو سکتا ہو۔ مجکو اجازت دو کہ میں اپنے ماں باپ کے یہاں چلی جاؤں اور آیندہ تم میری بیماری کے اثرات سے محفوظ رہو۔

نصیر۔ میرا مطلب یہ نہیں ہو۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتا اور یہ نہیں کہتا مگر یہ دیکھتا ہوں کہ پچاس روپے کے قریب قریب ہر مہینے میں دوا کا خرچ ہوتا ہو۔ سال گزشتہ کی آمدنی نو ہزار چار سو تھی۔ اس سال کہ ابھی چار مہینے باقی ہیں آٹھ ہزار روپے کے قریب

آچکا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ ایک پیسہ پاس نہیں اور قرض کا بوجھہ روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہی تبدیلی آب و ہوا بظاہر تو معمولی بات تھی مگر دس روز میں نو سو روپیہ اُٹھ گیا۔ ان باتوں کا آخر کیا انجام ہوگا۔

بنت الوقت تم ایسی حالت میں کہ مجکو فٹ شروع ہو رہا ہی کیوں ایسی جگر خراش گفتگو کرتے ہو؟

اس قدر گفتگو کے بعد نصیر خاموش اُٹھکر اپنے کمرے میں آبیٹھا۔ ابھی دو چار ہی لمحہ گزرے ہوں گے کہ نرس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا۔ سرکار جلدی لیڈی ڈاکٹر کو بلائیے بیگم صاحب کو فٹ ہو گیا اتنا سنتے ہی بدنصیب نصیر کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ چٹھی لکھکر آدمی کو دی اور گاڑی بھیجی کہ لیڈی ڈاکٹر فوراً آئے۔ آپ ادھر آیا تو بنت الوقت بیہوش پڑی تھی۔ آوازیں دیں ہاتھ پاؤں دیکھے۔ لیونڈر سنگھایا مگر بیوی کو حرکت نہ ہوئی۔ لیڈی ڈاکٹر کے آنے سے وہ بھی بمشکل تمام آنکھہ کھلی تو اس طرح کہ زار و قطار آنسو جاری تھے

لیڈی ڈاکٹر ضرور کوئی بات بیگم صاحب کے خلاف ہوا۔

نصیر جی ہاں گفتگو تو ہی قسم کی تھی۔

لیڈی ڈاکٹر ویل پھر ہم کو کیا دوس آپ ذمہ دار ہی۔ آپ کو معلوم ہی آپ کا بیگم صاحب بہت جلد اثر مانتا ہی۔ پھر آپ احتیاط نہیں کرتا۔

نصیر جی ہاں غلطی ہوئی۔

لیڈی ڈاکٹر آیندہ بہت احتیاط کیجئے کوئی بات ایسا نہو۔

نصیر بہت اچھا۔

لیڈی ڈاکٹر یہ تین تین گھنٹہ بعد دوا دو۔

لیڈی ڈاکٹر یہ چلی گئی۔ نصیر اپنی حرکت پر نادم۔ گفتگو پر خجل نیچی گردن کیے ہوئے بیوی کے حضور میں حاضر تھے کہ وحید کے آنے کی اطلاع ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ اندر

داخل ہوا۔ اس طرح کہ ایک چٹھی اس کے ہاتھ میں تھی اور خوشی کے مارے باچھیں کھلی جاتی تھیں۔

کیوں بی بی کیسی طبیعت ہی؟

نصیر ابھی فٹ ہوا تھا۔

وحید اوہ۔ اب طبیعت درست ہی۔

بنت الوقت جی ہاں مگر نقاہت بہت ہوگئی ہی۔

وحید تم تبدیلی آب وہوا کے واسطے شیوکن گئی تھیں وہاں کے جوائنٹ مجسٹریٹ صاحب کی میم نے تمہاری بہت کچھہ تعریف کلکٹر صاحب کو لکھی ہی میں کَج گیا تھا تو وہ بہت خوش تھے۔ یہ چٹھی ازراہ کرم مجکو عنایت فرمادی دیکھو تمہاری بابت کیا لکھا ہی۔

"آپ کے ضلع کی مشہور لیڈی بنت الوقت نہایت مستعد اور قابل قدر عورت ہی۔ میں ملکر بہت خوش ہوا۔ اور یہ دیکھکر کہ وہ ہر وقت تعلیم نسواں میں منہمک رہتی ہی بیحد مسرت ہوئی مجھکو اس خیال سے شروع میں کچھہ تکلیف ہوئی کہ تم نے پردے کو مطلق علحدہ کردیا۔ مگر جب زیادہ غور کیا تو یقیناً خوشی ہوئی۔ اور میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے ایسی اچھی شہرت حاصل کی۔

بنت الوقت میں درحقیقت اُن کی میم صاحب سے ملنے گئی تھی۔ صاحب سے صرف پانچ منٹ برقع اور نقاب میں بات چیت ہوئی تھی وہ بہت معقول آدمی ہیں۔

وحید ہاں ایک بات مجھے اور کہنی تھی۔ مسز یوسف کا خط آیا ہی اُن کو ایک نرس کی ضرورت ہی جو بال بنانے جانتی ہو۔ تم اپنی نرس سے دریافت کرو کہ اگر یہ کسی کی سفارش کرسکیں۔ اُنہوں نے یہ بھی لکھا ہی کہ اگر کوئی اور انتظام نہو سکے تو ایک ہفتہ کے واسطے کوئی ایسی نرس آجائے جو میری نرس کو بال بنانے سکھادے۔

بنت الوقت میری نرس دو سو پچیس قسم کے بال بنانے جانتی ہی مگر افسوس

میں ایک وزر کے واسطے بھی اسکو نہیں بھیج سکتی - ہاں کوئی دوسرا انتظام کردوں گی۔
اگر آپ کچھہ دیر ٹھریں تو میں آپ کو بالوں کا نمونہ دکھاؤں -

ہسٹریا کی مریض اُٹھکر بیٹھ گئی - نرس کنگھی برش وغیرہ لیکر آئی - بالوں کے نمونے
شروع ہوئے - اور والد بزرگوار بیٹھے نرس کی صناعی کی داد دیتے رہے - دو گھنٹے اسی
طرح گزرے - اس کے بعد کہانا منگا گیا - میاں بیوی آمنے سامنے اور مرزا وحید ایک
طرف بیٹھے - اور کہانا شروع ہوا - کہانے سے فارغ ہوکر عمیر کچہری چلا گیا تو بیٹی نے باپ سے کہا

بابا مجھے آج بہت تعجب ہوا آپ کہانے میں بہت غلطیاں کرتے ہیں مجکو گمان
ہو رہا تھا کہ خانساماں اور بوائے دونوں مسکرا رہے تھے کیا آپ کو ہمیشہ اردو کہانے
کا اتفاق ہوتا ہے۔

وحید میں انگریزوں سے ملتا جلتا تو بہت رہتا ہوں مگر کہانے کا اتفاق اُن کے
ساتھ کبھی نہیں ہوا - تم نے مجکو اسی وقت بتا کیوں نہ دیا -

بنت الوقت - میں نے چاہا تھا مگر سر پرودنو موجود تھے اس لیے کچھہ کہہ نہ سکی آپنے
بڑی فاش غلطیاں کیں اور ایک بہت موٹی غلطی یہ تھی کہ مٹر کے دانے آپ نے
چمچے سے کہائے - حالانکہ وہ کانٹے سے کہانے چاہئیں -

وحید مٹر کے دانے اور کانٹے سے ؟ ذرا منگوانا تھوڑے سے دانے اور کانٹا -

بنت الوقت لیجیے -

وحید - لو اوّل تو اس پر آتے ہی دو تین ہیں اور جب تک منہ میں لیجاؤں دونوں
پھسل جاتے ہیں -

بنت الوقت زور سے قہقہہ لگا کر - آپ کو عادت نہیں ہے - دیکھئے مجھہ سے ایک
بھی نہیں پھسلتا -

وحید - بھائی میں ایسی عنایت سے باز آیا - آیندہ کہانا مجھے نہ کہلانا - مگر دانوں کا

پھسلنا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔

وحید اُٹھکر گھر گیا۔ بنت الوقت عینک لگائے ڈرائینگ روم میں آرام کرسی پر لیٹی اخبار پڑھ رہی تھی کہ بولے نے آکر ایک چٹھی دی اور بنت الوقت نے چٹھی کھولی تو لکھا تھا

ڈیر بنت الوقت۔ میں نے ابھی ابھی ٹیلیگرام دیکھا کہ عرفان پور میں سخت آگ لگی اور تمام گاؤں جلکر راکھہ ہوگیا۔ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یہ بہت دردانگیز وقت ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم فوراً اپنی بہنوں کی مدد کے واسطے کھڑی ہوجائیں۔ میرا خیال ہے کہ آج ہی ایک غیر معمولی میٹنگ کا اعلان ہو۔ آپ مجھہ سے بہت جلد ملیئے۔

احمدی احمد بیگ۔

اوہ۔ اوہ نرس! غضب ہوگیا۔ کوئی ہے فوراً گاڑی تیار کرو۔ جلدی۔ بہت جلدی اوہ مصیبت سخت مصیبت!

ہسٹریا کی مریض قومی ہمدردی سے فوراً بے چین ہوئی اور سیدھی احمدی بیگم کے پاس پہنچی۔

مسٹر غضب ہوا میں نے تار نہیں دیکھا۔ جلدی دکھاؤ۔

احمدی بیگم یہ دیکھو۔

بنت الوقت اوہ۔ غضب غضب! یہ قیامت! ابھی جلسہ کا اعلان کرو۔ جلسہ کا اعلان ہوگیا چار بجے کے قریب لیڈیز کلب میں عورتیں جمع ہونا شروع ہوئیں۔ کارروائی کا وقت ساڑھے چار تھا۔ سب سے پہلے پریسیڈنٹ کا انتخاب ہوا۔ اس کے بعد بنت الوقت نے جو اس مصیبت کے جلسہ میں بھی لباس و فیشن کے اعتبار سے مینظیر تھی کھڑے ہوکر کہا۔

یہ کارروائی اس لیے کہ ہم مسلمان ہیں کلام اللہ سے شروع ہوتی ہے اور میں یہ رکوع پڑھتی ہوں۔

ہیر ہا ہیر

رکوع پڑھا گیا اور سب آنکھیں بند کئے چپکی بیٹھی سنتی رہیں اس کے بعد بنت الوقت نے تقریر شروع کی۔ تقریر میں کلام اللہ کی آیتوں کا بھی حوالہ تھا اور مذہب کا بھی۔ جہاں مذہب یا کلام الٰہی آجاتا چاروں طرف سے تالیاں بجنے لگتی تھیں۔

تقریر کے بعد چندہ شروع ہوا۔ دو سو گیارہ روپے جمع ہوئے۔ جس میں پچاس بنت الوقت اور پچیس احمدی بیگم کے تھے۔ رقم چونکہ ناکافی تھی۔ اس لیے احمدی بیگم اور بنت الوقت نے تجویز کی کہ گھر گھر مانگیں اور اس طرح نہ صرف ایک قومی فرض ادا کریں بلکہ بندگان خدا کو مصیبت سے رہائی دلوائیں۔ اس تجویز میں بھی خاص کامیابی ہوئی۔ جب یہ دونوں احسن کی بیوی کے پاس گئیں تو اس نے نہایت فراخدلی سے سو روپیہ اس شرط پر دیے کہ اُس کا نام نہ ظاہر ہو۔ اس کے بعد بنت الوقت نے کہا۔

کاش ہماری طرح تم بھی آزاد ہوتیں۔ اور تمہارا پالا بھی ایسے شوہر سے پڑتا جو عورت کی قدر و منزلت سے واقف ہوتا۔ تاکہ تم بھی ان قومی کاموں میں ہماری مددگار ہوتیں اور وہ جوش جو تمہارے دل میں پہلے سے موجود تھا اچھی طرح ظاہر ہوتا میں نے تو بھائی احسن کو ایک خط بھی لکھا تھا اور اُنہوں نے اوٹ پٹانگ جواب بھی دیا۔ مگر میں زیادہ بحث کرنے والی کون۔ ہاں تمہاری حالت دیکھکر افسوس ضرور ہوتا ہے کہ کیسی بُری طرح ایک انسان کے تمام جذبات پامال ہو گئے۔ تم نے روپیہ دے تو دیا مگر کہیں ایسا نہو کہ وہ بگڑیں۔ تم لوگ تو ایک پیسہ بھی بلا اجازت نہیں اُٹھا سکتے کیسی افسوس کی بات ہے کہ بیوی شوہر کے قبضے میں اس بُری طرح پھنس جائے کہ سوائے چند محدود تعلقات کے دنیا کے کسی معاملہ سے واسطہ ہی نہو۔

احسن زمانی جو خط تم نے اُن کو لکھا تھا وہ اور اس کے جواب کی نقل میرے پاس موجود ہے۔ میں تمہاری ہمدردی کی ممنون ہوں۔ لیکن تم نے میری حالت کا اندازہ

کرنے میں غلطی کی۔ میں اگر یہ نہیں کہہ سکتی کہ تم سے زیادہ، تو یہ یقیناً کہہ سکتی ہوں کہ اپنی
اس زندگی میں تم سے کم خوش نہیں ہوں۔ برا نہ ماننا۔ فرق صرف اس قدر ہی کہ میں شوہر
کو خوش کرکے خوش ہوں۔ اور تم نے اپنی خوشی کے مقابلہ میں شوہر کی خوشی نظرانداز
کردی۔ میں کہاتی ہوں۔ میں پہنتی ہوں تم سے بہتر یا بدتر۔ پلاؤ یا روکھی روٹی۔ زرلفبت
یا گاڑہا۔ مگر کہلا کر اور پہنا کر میں اس کو اپنے واسطے بہت قابل شرم سمجھتی ہوں
کہ میرے سر پر سو روپیہ کا دوپٹہ اور پاؤں میں بارہ روپے کا بوٹ ہو مگر جس کی وجہ سے
مجکو یہ نصیب ہوا۔ اس کا لباس مجھہ سے بہتر نہ ہو۔ میں اپنا فرض یہ سمجھتی ہوں کہ جس
طرح بچوں کی محبت کرنے والی ماں ہوں۔ اسی طرح شوہر کی خدمت کرنے والی بیوی
میں اس غرض سے پیدا کی گئی ہوں کہ بچوں کو مسلمان بناؤں اور اس واسطے
بیاہی گئی ہوں کہ شوہر کی آسائش کو اپنی آسائش پر مقدم سمجھوں مجکو دنیا میں خوش
رہنے کا حق ضرور حاصل ہی۔ مگر اس وقت جب میری ہستی میرے شوہر کی خوشیوں
اور مسرتوں میں اضافہ کرے میں تم پر اعتراض نہیں کرتی اور نہ اپنی زندگی پر فخر کرتی ہوں
لیکن اتنا ضرور سمجھتی ہوں اور کہوں گی کہ میں صرف اسی بیوی کو بیوی سمجھہ سکتی ہوں
جو شوہر کی کم از کم اتنی رضامندی حاصل کرلے جتنی میں۔

بنت الوقت مجھے تعجب ہی کہ تم اس کیڑے کی طرح جو صرف اپنی ایک انچ زمین
کو بہت بڑی کائنات سمجھتا ہی۔ اپنی موجودہ حالت میں خوشی کا اظہار کرتی ہو۔ میں
تم کو معذور سمجھتی ہوں۔ کیونکہ تم اس کے سوائے اور کہہ بھی کیا سکتی ہو۔ کیا اطاعت
شوہر کے یہ معنی ہیں کہ عورت اپنی تمام وقعت خاک میں ملادے اور اپنی ہستی اس پر
قربان کردے اور اگلے زمانہ کی جاہل عورتوں کی طرح دنیا کی نعمتوں کو ترستی ہوئی مرجائے

احسن زمانی۔ اگلے زمانہ کی عورتوں کا ذکر کیوں کرتی ہو، وہ اگر تمہاری رائے
میں جاہل اور بدنصیب تھیں تو تمہاری رائے تم کو مبارک رہی، مگر ذرا اس تحریر کو ملاحظہ

کیجئے۔ دیکھئے مسلمان ان مرنے والیوں پر کس طرح نوحہ کر رہی ہیں۔

تمدن جدید کے شیدائیو! تمہارا ارشاد سر آنکھوں پر مگر تھوڑی دیر کے واسطے مہر تامل منہ پر لگا لو۔ انصاف کے کان کھولو اور صداقت کی آنکھوں سے دیکھنا یہ ہی سرزمین ہندوستان ہے۔ جہاں عروس مغرب کی شاہانہ سواری گذرنے کے بعد دلہنوں کے ہاتھ رنگ حنا کو ترس جائیں گے۔ بہار مشرق کا لباس خزاں ہوگا اور اس باغیچۂ حیات میں جہاں نظام خانہ داری کے پھول کھل رہے ہیں۔ نااتفاقی کی خاک اُڑے گی۔ اطمینان کی چڑیاں ہوا اور عاقبت اندیشی کی لہریں فنا ہونگی پریشانی کی آندھیاں آئیں گی۔ اسلام کے جھکڑ چلیں گے۔ اور نشاط زندگی کا ہر تبسم جو آج مذہب کے رنگ میں سرابور ہے صداقت سے ہزاروں کوس دور ہوگا۔ لو سامنے دیکھو اور اس آبادی پر نظر ڈالو مگر یہ یاد رکھنا کہ بیسویں صدی عیسوی کے چہرہ پر سبزۂ شباب آگیا ہے۔ مگر اس بستی میں وہ عورتیں آباد ہیں جو اذان کی آواز سنتے ہی دوپٹے سنبھال لیتی ہیں۔ اور جس وقت موذن کا پیغام توحید فضائے حیات میں گونجتا ہے تو حقیقی عظمت کی سچی تصویر اُن کی آنکھوں میں پھر جاتی ہے یہ خوف کی چادروں سے اپنے سر ڈھانک لیتی ہیں۔ جل شانہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ حیات انسانی کی ہر ضرورت دنیائے فانی کی ہر محبت کو اور جسد خاکی کی ہر طاقت کو احکام قدرت پر قربان کر دیتی ہیں۔ ان کے دل یوم الحق کے اندیشے سے اُن کی طبعیتیں رحلت کے خوف سے لرز جاتی اور کانپ اُٹھتی ہیں اور اُن کے سر عاجزانہ حاکم حقیقی کے حضور میں جھک جاتے ہیں۔ شام ہوگئی مٹی کے چراغ اُن کے گھروں میں جل گئے یہاں برقی روشنی اور کافوری شمعیں نہیں ہیں۔ مگر تلاش کی آنکھوں سے دیکھنا اس روشنی میں قدرت کے بڑے بڑے خزانے اور انسانیت کے اعلیٰ اعلیٰ نمونے نظر آئیں گے یہ وہ وقت ہے جس کو بیسویں صدی دور جہالت سے تعبیر کرے گی۔ مگر ایمان کا فیصلہ اپنا

منہ پیٹ لیگا۔ اور علی الاعلان کہیگا کہ جو پھول عالم خزاں میں مہک گئے اور جو شمعیں عہد تاریک میں روشن ہوئیں آج دنیا اُن سے محروم ہی۔

نشۂ ترقی کے سرشار جوانو! غور سے دیکھ لو۔ دنیا ان صورتوں کو ترسے گی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو گے اور یہ مکھڑے نظر نہ آئیں گے یہ صحبتیں ختم اور یہ سماں برہم یہ وہ وقت ہی جس کے ہر لمحہ سے یہ وہ گھر ہیں جن کے ہر ذرے سے صدائے ایمان کان میں آئیگی یہ وہ بیویاں ہیں جن کے بچپن پر والدین کی خدمت نے دعاؤں کے پھول قربان کیے جن کی وداع پر عزیزوں اور پڑوسیوں کی آنکھوں نے محبت کے آنسو گرائے ان کی پالکیاں بیلوں اور جھالروں سے نہیں خلوص اور صداقت کے پھولوں سے آراستہ تھیں۔ ان کے جہیز میں سامان ظاہری کے ساتھ غریبوں کی التجائیں اور رانڈوں کی آرزوئیں موجود تھیں ان کا کوارپتہ کچھ شک نہیں کہ ماں کے گھر بیٹی گوڈ ریتی" تھا۔ مگر اُن کے اعمال گدڑیوں کے لال تھے۔ اُنہوں نے عجز کی پیشانی بزرگوں کے سامنے جھکائی اور شفقت کا ہاتھ چھوٹوں کے سر پر پھیرا ان کا گوہر عصمت کچی پکی دیواروں اور ٹوٹے پھوٹے گھروں میں صدف کی طرح محفوظ رہا۔ اسلام کی عینک سے دیکھو۔ ان پاؤں میں حقیقت کے دریا لوٹ رہے ہیں، یہ وہ قدم ہیں جو کوارپتے میں گھروں سے باہر نہیں نکلے ماں باپ کی قدردانیوں نے ان کی ہستیاں سر آنکھوں پر رکھیں۔ اور دنیا بھر کی راحتیں اُن کی چار دیواری میں فراہم کردیں۔ یہ جاہل نہیں پڑھی لکھی ہیں۔ کلام اللہ ان کا دستور العمل، اسلام ان کا مذہب، یہ مسائل سے باخبر اور احکام سے آشنا ہیں۔ ان کی زبانوں نے فضائل اسلام کے سبق پڑھے ان کی آنکھوں نے عظمت شوہر کے منظر دیکھے۔ ان کے کانوں نے ماہیت دنیا کی کہانیاں سنیں اور جب ان مہمانوں کی رخصت کا وقت قریب آیا تو زمانہ نے شباب کے ساتھ ہی کامیابی حیات کا سہرا اُن کے سر باندھ دیا۔ اُن کے منہ میں زبانیں ضرور تھیں مگر خلق کی

چاشنی اور ہمدردی کی شیرینی میں ڈوبی ہوئی۔ اُن کے منہ پر آنکھیں موجود تھیں لیکن شرمُ حیا کے سرمہ سے آراستہ اُن کی باتیں میٹھی اُن کی نگاہیں نیچی اُن کی صورتیں بھولی اُن کی باتیں سیدھی۔ یہ میکے سے رخصت ہوچکیں مگر بقائے دوام کے خلعت لیکر۔ اُن کا کوار پتہ ختم ہوا۔ مگر اُن کے مخلص ہاتھ اس چمنستان فانی میں ایسے بیج بو گئے ہیں جو مدۃ العمر رنگ برنگ کے پھول کھلائیں گے۔

جراثیم امراض جو دور ترقی میں حیات نسوانی کا لازمہ ہوں گے اور علالت کا مستقل دیو مہیب جو تعلیم یافتہ بیویوں کا ہمراز ہوگا۔ ان بیچاریوں سے ہزاروں کوس دور ہے۔ اُن کی علالت بھی اُن کی صحت سے بہتر اور اُن کی خموشی اُن کی گویائی سے اعلےٰ۔

لو ہشیار ہو مجلس فانی قریب آگئی۔ دل بھر کر دیکھ لو چاند مدہم ہوا چاندنی پھیکی پڑی تارے جھلملا گئے۔ چراغ ٹمٹاتے ہیں۔ رات گزر گئی۔ اور یہ پھول جو ساری رات مہکے۔ اب مرجھاتے ہیں۔ اُن کی سادگی پر نہ جاؤ اُن کی باتوں پر نہ ہنسو۔ یہ دنیائے نسواں کی وہ مورتیں ہیں جن کے منہ سے باتوں میں پھول جھڑتے ہیں اور جن صورتوں پر ادائیگی فرائض کا مینہ برس رہا ہے اُن کے سفید بالوں میں خلوص کی کنگھی ہے اور اُن کے پاک ہاتھوں میں صداقت کے گلدستے مرغ کی اذان نے اُن کو بستر استراحت سے بیدار کیا۔ رات اُن کی زندگی پر مرحبا کہتی ہوئی رخصت ہوئی اور صبح صادق نے جانماز پر اُن کا استقبال کیا۔ میرے دوستو ادب کے ہاتھ اُٹھاؤ اور ان بزرگ ماؤں کے سلام کو جھک جاؤ۔ جنہوں نے شوہروں کے آرام پر اپنی راحتیں قربان کیں اور اپنے ہاتھ سے پکانا فخر سمجھا۔ بہتر سے بہتر کھلایا اور اچھے سے اچھا پہنایا بچی بچائی کھائی اور پرانا دھرانا پہنا مگر کام کے وقت اور ضرورت کے موقع پر۔ جب مایوسی نے کمر ہمت توڑ دی تو اُن نیک کوکھ کی بیٹیوں اور شریف

بیویوں نے اشرفیاں نکالکر آگے رکھدیں۔ آسمانی فرشتوں نے اُن کی خدمات پر آفریں کہی اور بزرگوں کی پاک روحیں اُن کی زندگی پر فخر کرنے لگیں اُن کی خموشی اور سنجیدگی پر نہ جاؤ۔ یہ گھروں کی بااختیار شہزادیاں شوہروں کی لونڈیاں ہیں یہ طرار ہوں ان میں چٹک مٹک نہ سہی مگر اُن کی پیشانیاں دیکھو نسوانیت کے جھومر جگمگا رہی ہیں۔ ترقی اُن کی جہالت پر قربان ہو گی اور تصنع اُن کی سادگی کی بلائیں لیگا۔ اُن کی کتاب حیات میں بڑے بڑے کارنامے ہیں۔ اُن کے باغیچہ زندگی میں سدا بہار پھول ہیں۔ اُن کے جسد خاکی کی تہ میں ممتاز راز ہیں۔ یہ یتیموں کی مائیں ہیں۔ یہ عزیزوں کی عاشق ہیں یہ رانڈوں کی وارث ہیں یہ خدا کے نام پر قربان ہونے والی نور کی پتلیاں اور شوہروں کی پرستش کرنے والی خدا کی بندیاں ہیں۔ یہاں ظاہری ٹیپ ٹاپ نہو اوپر کی شوں شاں نہ سہی مگر ان گھروں میں سب کچھہ ہی۔ یہاں زندگی کی بہاریں ہیں۔ جینے کا لطف اور رہنے کا مزا ہی۔ ان گھروں میں برکت اور گھر والیوں پر خدا کی رحمت ہی۔

دیکھو وہ جلوہ ختم ہو رہا ہی اور وہ متبرک ہستیاں اب مندلی سی تصویر رہ گئیں بزرگ ماؤں ذرا صبر کرو اپنے قدم آگے بڑھاؤ کہ میں اُن کو بوسہ دوں اپنے ہاتھ میرے سر پر رکھو میں جانتا ہوں تمہاری نورانی صورتیں اب نہ نظر آئیں گی مگر تمہاری زندگیاں زندہ رہیں گی۔ تمہارے مبارک ہاتھ جو چراغ جلائیں گے جب تک یہ روشن ہیں اسلام زندہ رہیگا۔ اور جن گھروں میں ان چراغوں سے چراغ جلیں گے وہ نمونہ جنت ہوں گے۔ اچھا میری ماؤں رخصت ہو۔

بنت الوقت مجھے تو اس مضمون میں ایک بات بھی کام کی نظر نہ آئی میں نہیں سمجھتی کہ ان عورتوں میں وہ کون سی خوبی تھی جو ہم میں نہیں اور یہ ظاہر ہی کہ جو زندگی ہم بسر کر رہی ہیں اس کا پرچھاواں بھی اُن پر نہ پڑا۔

احسن زمانی مجھے بحث کی ضرورت نہیں ایسا ہی ہوگا۔

(۱۵)

اسلام ہو یا عیسائیت میرا تو ایسے مذہب کو سلام ہے جس میں عورت اسطرح مرد پر حاوی ہو کہ اس غریب کی زندگی بھی تلخ ہو جائے۔ میری حالت یہ ہے کہ چھ سات سو روپیہ ماہوار کی آمدنی پر میرا خیال ہے کہ مجھ سے زیادہ بدنصیب انسان دنیا میں نہوگا بچہ تو کوئی ہے نہیں بیوی کو جب دیکھتا ہوں مریض اور جب سنتا ہوں بیمار۔ اُن کے بیرونی اخراجات میں کسی طرح کا فرق نہیں آتا ایک نام پر چار نوکر نرس اور آیا الگ ہے۔ اگر بیوی کے یہی معنی ہیں کہ وہ شوہر کے کھانے کپڑے آرام آسائش دکھ سکھ رنج و راحت کسی چیز سے واسطہ نہ رکھے تو مسلمان بیوی سے بدتر دنیا میں کوئی بیوی نہیں ہوسکتی اسلام میں کچھ ظاہری خوبیاں ایسی تھیں جن کی وجہ سے میں قائل ہوا۔ مگر مجھکو ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ اندرونی عذاب اس قدر تکلیف دہ ہے اور مرد کے صرف یہ معنی ہیں کہ وہ عورت کی نازبرداری میں اپنی عمر برباد کردے۔

احسن آپ کو معلوم ہے بنت الوقت میری رشتہ میں بہن ہے اس سے پہلے بھی میں نے آپ کی زبان سے اسی قسم کے الفاظ سنے مگر میرا رشتہ پڑ رہا ہے۔ میں ہمیشہ خاموش رہا آج جبکہ آپ اپنی تکلیفوں کا بار اسلام پر رکھتے ہیں تو میں کہتا ہوں اور نہایت تعجب سے کیونکہ ماشاء اللہ آپ قانونی آدمی ہیں کہ ایک تن واحد کی حالت کا اسلام سے کیا واسطہ۔

نصیر ایک تن واحد نہیں صاحب میں تو عام طور پر مسلمانوں کی حالت یہ ہی دیکھ رہا ہوں آپ میرے ساتھ صبح کو لیڈی ڈاکٹر کے یہاں چلکر دیکھیے اور پھر ڈاکٹروں پر بھی ایک نظر ڈالیے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمان مردوں اور عورتوں میں بیماری کے اعداد کیا ہیں اور اس تناسب نے شوہروں کو کسقدر

نہ بیچین کر رکھا ہی۔

احسن آپ اسلام کو گاجر مولی نہ سمجھئے میں آپ سے سچ کہتا ہوں ان معاملات کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

نصیر افسوس میں آپ سے متفق نہیں ہوں آپ کے پاس دعوی کا ثبوت نہیں صرف زبانی دعویٰ ہی اور میرے سامنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ۔

احسن آپ اپنے تجربہ کو تو معاف فرمائیے مگر مہربانی فرما کر مشاہدہ کی تفصیل کیجئے

نصیر میں نے جسقدر مسلمان خاندان دیکھے قریب قریب سب کی اندرونی حالت ایسی ہی ہی کس کس کا نام لوں۔

احسن آپ جن لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اسلام کی اُن کے ہاں کیا شان دیکھی میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ میرا منہ کھلوائیں مگر آپ نے زبردستی مجھے چھیڑ کر مجبور کیا آپ نے جس قدر خاندان دیکھے اور جن جن سے ملاقات ہوئی وہ سب آپ کی بیوی صاحبہ کے ملنے والے ہوں گے اور ظاہر ہی کہ اُن کے حالات بھی اسی قسم کے ہوں گے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں کی یہی کیفیت ہے مسلمانوں کے گہر اگر آپ کا وہاں تک گزر ہو سکے آپ کو نمونہ جنت ملیں گے بشرطیکہ اُن کا نظام خانہ داری اصول اسلام کے موافق ہو یہ تمام خرابیاں جنہوں نے زندگیاں تلخ کر دیں صرف اسی فریق میں ہیں جس سے آپ کو پالا پڑا اور جو موجودہ تعلیم نسواں کا شیدا اور ترقی کا دلدادہ ہی۔ آپ کو معلوم ہی میں تعلیم نسواں کا کتنا زبردست حامی ہوں اس وقت ایک چہوڑ تین تین مدرسے میری نگرانی میں کام کر رہی ہیں جہاں پہلا سبق مذہب ہی۔ لیکن موجودہ تعلیم جو لڑکیوں کو دی جا رہی ہی مسلمانوں کے حق میں سم قاتل ہی۔ جن مصیبتوں کو آپ پیٹ رہے ہیں یہ ابھی تک تو خاص ہیں لیکن مسلمان اگر اسی طرح منہ میں گھنگنیاں بھرے بیٹھے رہی تو یقیناً عام ہوں گی۔ موجودہ طریقہ تعلیم

کا پہلا نتیجہ مذہب سے منافرت ہے اور جب مذہب ہی نہ رہا تو جو کچھ بھی انجام ہو وہ
ظاہر ہے۔ لطف یہ ہے کہ ظالم در حقیقت تو مذہب کو علیحدہ کر رہے ہیں اور ظاہر یہ کرتے
ہیں کہ ہماری تعلیم کا منشا مذہب سے الگ نہیں۔ میں نے حال میں ایک کتاب
دیکھی جس میں ایک لڑکی مغربی خصائل میں سر سے پاؤں تک ڈوبی ہوئی تھی اور
علی الصباح نماز اور کلام مجید ناغہ نہ کرتی تھی۔ بھلا خدا کو دیکھا نہیں عقل سے پہچانا کوئی
لڑکی بھی اس قسم کی آج تک دیکھنے میں آئی یوں کہنے کو جو چاہے سو کہہ لو مگر تمدن جدید
کا پہلا اثر وداع مذہب ہے اس لیے آپ کی شکایت کا اسلام سے مطلق واسطہ نہیں
میں کہہ تو نہیں سکتا اور مجھے کہنا چاہئے بھی نہیں لیکن اب کہ آپ مذہب کو ذمہ وار
قرار دیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کسی ایسے خاندان میں نکاح کرتے جہاں تمدن
جدید کے قاتل اژدہے کی پھنکار کان میں نہ آتی تو لاریب آپ ایسی بیوی دیکھتے
کہ جو سچی مسلمان ہوتی اور جس کا یہ عقیدہ ہوتا کہ اگر سجدے کا حکم کسی انسان کے
واسطے دیا جاتا تو عورت کو اپنے شوہر کا۔ میں جانتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ
اسلام نے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ عورت کے حقوق کی حمایت لی۔ اور حفاظت
کی مگر اس خوبصورتی اور حسن تدبیر سے کہ زندگی کو سچ مچ زندگی بنادیا۔

نصیر تو آپ کا منشا یہ ہے کہ میں نکاح ثانی کرلوں۔

احسن میں یہ نہیں کہتا اور گو اسلام نے اسلیے کہ وہ دین فطرت ہے آپ کو اسی
دن کے واسطے نکاح ثانی کی اجازت دی مگر اس مسئلہ کو آپ خود طے کیجئے۔ مجھے
چونکہ دس بجے کلکٹر صاحب سے ملنا ہے۔ اس لیے اب اجازت دیجئے۔

نصیر بہت اچھا مگر میں چاہتا ہوں پھر کسی وقت آپ سے اس سلسلے میں گفتگو
کروں۔

احسن ہاں ضرور۔

(۱۶)

بنت الوقت کے حالات واقعات کے ساتھ ہی ساتھ یوناً فیوماً ردی ہو رہے تھے
پندرہ سال کا پورا زمانہ ایسی صورت اور اس حالت میں کہ بال نہیں بچہ نہیں اسطرح
گزرا کہ کمبخت نے کبھی بھولکر بھی نصیر کی آسائش پر توجہ نہ کی ہاں یہ توقع ہمیشہ
رکھی اب یہ وہ جانے یا اس کا خدا کہ جائز تھی یا ناجائز کہ نصیر کی طرف سے نازبرداری
میں فرق اطاعت میں کمی اور محبت میں کسر نہ رہنے پائے ہم کو بنت الوقت سے
بدظن ہونے کا کوئی حق نہیں۔ یہ بھی تسلیم کہ وہ بارہ مہینے کی بیمار اور مستقل مریض
تھی۔ اس سے بھی انکار نہیں کہ مزاج کی کڑوی تھی اور تیہے کی تیز لیکن یہ سمجھ
میں نہ آیا کہ اختیاری بخار اور فوری فٹ کیا معنی رکھتا تھا۔ آنسو تو خیر اختیاری
تھے رونا منہ پر تھا مگر ذرا طبیعت بگڑی اور حرارت جہاں کوئی بات خلاف مزاج
ہوئی اور دورہ مطلق قیاس میں نہیں آسکتا۔ نصیر بھی آخر انسان تھا کہاں تک
مصیبت بھگتتا اور کب تک ناز اٹھاتا روز روز کی جھک جھک اور ہر وقت کی
پٹ پٹ بدنصیب زندگی سے بیزار تھا ہر وقت اپنے کمرہ میں اکیلا بیٹھا اپنی
تقدیر پر روتا۔ اس مغائرت پر بھی افسوس یہ ہے کہ بنت الوقت نہ سیجی اور نصیر
سوکھکر کانٹا ہوگیا مگر اس کے گنوں میں فرق نہ آیا سینکڑوں تدبیریں اور ہزاروں
جتن کیے مگر ایک کوشش بھی کارگر نہ ہوئی شام کے وقت وہ ایک روز ہوا خوری
کے واسطے باہر گیا۔ جب کھانے کے وقت نہ پلٹا تو بیرا ادہر ادہر دیکھنے چلا سب
جگہ پوچھا اور ہر شخص سے دریافت کیا مگر اس کا پتہ نہ ملا۔ رات صبح ہوئی اور
صبح شام۔ تین دن اور تین رات اسی طرح گزرے چوتھے روز کی ڈاک میں
بنت الوقت کو یہ خط ملا "میں دنیا سے نہیں تمہیں چھوڑے جاتا ہوں۔ تمکو میری
وجہ سے تکلیف پہنچی اب انشاء اللہ تم میری صورت نہ دیکھو گی"۔

نصیر کی مفارقت کے بعد مرزا وحید بھی زیادہ روز تک زندہ نہ رہا۔ اس کی موت نے غضب یہ ڈہایا کہ رواج کے موافق بنت الوقت ترکہ پدری سے محروم کی گئی اور چند ہی روز میں اس کی حالت پچی سے بھی بدتر ہوگئی۔ اب البتہ اس کو معلوم ہوا کہ یہ پہن برباد ی کے تھے۔ بدقسمتی سے کوئی ہنر بھی ہاتھ میں نہ تھا کہ پیٹ پال لیتی جب فاقوں تک نوبت پہنچ گئی تو مشن میں پندرہ روپیہ ماہوار کی نوکر ہوئی جن ہاتھوں میں سینکڑوں روپیہ کی کوئی وقعت نہ تھی وہاں مہینہ بھر کی محنت کے بعد پندرہ روپیہ حقیقت ہی کیا رکھتے تھے زندگی وبال اور جان اجیرن ہوگئی۔ دن رات روتی اور پچھتاتی مگر یہ سب بے سود اور بیکار تھا چند ہی روز میں ڈہانچ رہ گئی اور انجام یہ ہوا کہ جس رستے سے گزرجاتی لوگ اس عبرت کی تصویر کو دیکھنے کھڑے ہوجاتے۔

شامِ زندگی

زندگی کی بہار ہندوستان میں صدیوں سے خزاں رسیدہ سمجھی جاتی ہو۔ خلقت جی رہی ہو مگر مرنے سے بدتر ہو جینے کی بنیاد گھرداری پر ہو اور گھرداری عورت کا دوسرا نام ہو۔ عورت کی حالت یہ ہو کہ نہ وہ اپنی آدمیت کا حس رکھتی ہو نہ مرد کی طلب زیست کو سمجھتی ہو۔ مرد روتے ہیں عورت حیوان ہو۔ عورت کہتی ہو مرد نادان ہیں نہ ان کو صبح زندگی کی خبر اور نہ اُن کو شام حیات سے سروکار مولانا راشد الخیری نے قلم اُٹھایا۔ اور صبح زندگانی کا خاکہ کھینچکر دکھادیا کہ ناحق زندگی کر کرتی ہو۔ جینے کی ابتدائی بہاریوں ہوتی ہو۔ عورتوں نے مردوں نے جو اس خاکہ کو جس کا نام صبح زندگی تھا دیکھا پڑھا تو جانا کہ زندگی شروع کرنے کا ہم سب کو یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو کتاب صبح زندگی میں ہو مولانا راشد زندگی کو دوپہر کی دھوپ میں چھوڑ کر چپ ہو گئے تو ہند کے چاروں کھونٹ سے آوازیں آئیں کہ زندگی کو شام تک پہنچاؤ اُدھر میں نہ چھوڑو اُنھوں نے قلم برق رقم پر انگلی رکھدی اور شام زندگی چمک کر نمودار ہو گئی۔ شام زندگی کتاب ہو صبح زندگی سے زیادہ لاجواب ہو۔ عورتیں اس کتاب کو پڑھ لیں تو ان کو اپنی زندگی کا مزا بھی آجائے اور مردوں کی زندگی بھی بہشت بنجائے شام زندگی ایک دلچسپ قصہ ہو دردِ غم کا افسانہ ہو بے نظیر اُردو کا سمندر ہے۔ جو پڑھے ہنسے روئے مزے لے اور پھر پڑھے پھر سوچے اور بے اختیار ہو کر پھر پڑھے کسی طرح جی نہ بھرے، یہ عجیب جادو اس کتاب میں ہو اور تاثیر کی یہ حالت ہو کہ پڑھنے والا اسے خود بیتی تصور کرتا ہے زندگی کے نقص محسوس کرتا جاتا ہو اس کی اصلاح کی تدبیریں ذہن میں جمانی شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہو کہ یہ داستان تو مکاشفہ خیری نے مجھپر چوڑی ہے وجہ یہ ہو کہ عقل شعار مصنف نے ضرورتوں کو بڑھکر یہ کتاب لکھی ہو۔ شام زندگی ہر گھر میں زندگی پیدا کر دے گی اس کو پڑھکر عورتیں اپنے بھولے واقف جان جائیں گی اور اُن کو شریفوں کی طرح نیک بیویوں کی مانند اور سلیقہ مند گھروالی کی مثل خاوند کا دل موہنا اور سارے کنبہ سارے شہر ساری قوم اور سارے ملک کی واہ واہ حاصل کرنا آجائیگا۔ کتاب شام زندگی عورتوں سے زیادہ مردوں کو مفید ہوگی کیونکہ مرد اگر عورتوں کے طریق حیات و جذبات سے آگاہ ہوں گے تو اُنکے گھروں میں بہشت اُتر آئے گی اور وہ دیکھیں گے کہ زندگی اسکا نام ہو۔ شام زندگی مولانا راشد الخیری کی بہترین تصنیف ہو۔ شام زندگی اردو ادب کی لاجواب نشانی ہو۔ شام زندگی اصلاح معاشرت کی اثردار داستانی ہو۔ شام زندگی دہلی کی آواز ہو جس سے اس مردہ شہر کی حیات کا ثبوت ملتا ہو آپ خریدئیے گھر کے لیے منگائیے۔ بچوں کو لیکر دیجئے دوستوں میں تقسیم فرمائیے زندگی کو نہ بھولیے دیکھئے! دیکھئے اس کتاب کا جینا جلانا۔ جاگنا جگانا پھسلانا اور باتوں باتوں میں دل کے اندر اُترجانا دیکھئے۔ اس کتاب کے تین ایڈیشن قریب قریب ختم ہو چکے ہیں۔ قیمت صرف عہ ر علاوہ محصول۔

المشتہر منیجر رسالہ نظام المشائخ و اخبار خطیب دہلی

طوفانِ حیات

یہ چھپکر طیار ہی اور خوب بک رہی ہی قبیح رسوم کی پابندی اور شرک و بدعت مسلمانوں کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر چکے ہیں مشکل سے کوئی گھر ایسا ہوگا جہاں ان لغویات کا گزر نہو اشد ضرورت تھی کہ کسی طریقے سے انہیں روکنے کی سعی کی جائے خوشی کی بات ہی کہ جناب علامہ راشد الخیری نے اس طرف توجہ فرمائی اور کتاب طوفانِ حیات میں تمام وقعات کو ایسی خوبی سے ادا کر دیا کہ رسوم مروجہ خوفناک اژدہر کی شکل میں نظر آنے لگیں، قصہ کی دلچسپی، زبان کی سلاست طرز تحریر اور سوز و گداز کا اندازہ طوفانِ حیات کے مطالعہ سے ہو سکتا ہی۔ اردو علم ادب اس وقت مولانا موصوف کی تصانیف کو سر آنکھوں پر رکھ رہا ہی اس لیے اگر طوفانِ حیات کی طلبی میں عجلت سے کام نہ لیا گیا تو یقیناً طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا ضخامت قریباً دس جزو۔ کاغذ سفید دبیز صورت دیدہ زیب قیمت عہ

لڑکیوں کی انشا

طوطیٔ خوش الحان علامہ راشد الخیری مدظلہ کی سحر بیانی مسلمہ ہی فسانے سن چکے عالمانہ مضامین پڑھ لیے۔ اب ذرا انشار کی سیر دیکھئے۔ خط نہیں حیات انسانی کے وہ راز ہیں جنکو پڑھکر بیساختہ جی چاہتا ہی کہ الفاظ کو اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیجئے۔ ایک دریا ہے لطافت کا کہ بہ رہا ہی ایک معلم بے نظیر ہی کہ لڑکیوں کو درس دے رہا ہی ایک نشتر ہی کہ کلیجے میں گھس رہا ہی۔ ہنسیے روئیے پڑھئیے پڑھائیے خود پڑھئیے اور لطف اٹھائیے لڑکیوں کو پڑھائیے اور بتائیے کہ دنیا میں کیا کرنا ہی اور کیونکر رہنا ہی۔ لکھنے کے ڈھنگ، پڑھنے کے رنگ، رہنے کا طریقہ جینے کا طرز۔ ایک دریا اس کوزے میں بند ہے قیمت ۸ر ۸ آنہ علاوہ محصول

منیجر نظام المشائخ و خطیب دہلی

انتباہ و اطلاع

بنت الوقت کا دائمی حق اشاعت علامہ راشد الخیری نے مجھے دیدیا ہے
اسلیے کوئی صاحب اسے یا اسکے کسی حصے کو بطور خود چھاپنے کا ارادہ نہ کریں
ورنہ اخلاقی و قانونی جرم کے مرتکب ہونگے۔ ہاں کتب فروش حضرات اس سے
فائدہ اُٹھانا چاہیں تو معقول کمیشن پر اس کی جلدیں دفتر خطیب و نظام المشائخ
دہلی سے خرید سکتے ہیں

خاکسار

محمد الواحدی مالک و اڈیٹر خطیب و نظام المشائخ دہلی

ساتؔ روحوں کے اعمالنامے

عالم ارواح کی سیر کرنی ہو یا پردہ موت کو ہٹا کر کچھ دیکھنا ہو تو ساتؔ روحوں کے اعمالنامے
ملاحظہ فرمایئے جو علامہ راشد الخیری مدظلہ کا وہ معرکتہ الآرا مضمون ہے جسکو پڑھکر ہر ناظر کی دم
بندھ گئی اور اُدھر مارے ہنسی کے پیٹ میں بل پڑ گئے۔ راز و نیاز کے چوچلے عشق و محبت کے
خانہ داری کے مناظر غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس سے ساتؔ روحوں
اعمالنامے محروم ہوں۔ یہ مضمون رسالہ خطیب میں مسلسل نکل چکا تھا مگر اسکی طلبی اس قدر زیادہ ہوئی
اسے کتابی صورت میں شائع کرنا پڑا۔ اس مبحث پر جناب مصنف نے ایسے لطیف اور پر مغز نظا
دکھائے ہیں کہ حیات و ممات دونوں کی سچی تصویریں آنکھ کے سامنے پھر جاتی ہیں ضخامت ۲۴
صفحے قیمت علاوہ محصول ہے اور اس کے علاوہ علامہ راشد الخیری کی ہر کتاب صرف اس پتہ سے منگائیے

مینیجر خطیب و نظام المشائخ دہلی